

Vol. II
No. 13



Saturday
4th September, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

	PAGES
L. A. Bill No. XVIII of 1954, the Hyderabad Abolition of Inams Bill, 1954—Passed	599-614
L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad Prisoners Bill, 1954—Passed	615-623
Business of the House	624
L. A. Bill No XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954—1st reading not concluded	624-654

Note: - In this Part a star (*) at the commencement of the speech denotes confirmation not received.

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Saturday, the 4th September, 1954.

The House met at Half Past Two of the Clock

[*Mr. Speaker in the Chair.*]

Questions and Answers

(See Part I)

L. A. Bill No. XVIII of 1954, the Hyderabad Abolition of Inams Bill, 1954

New Clause 13.

Mr. Speaker : We shall take up the discussion on the amendment of the Minister for adding a new clause. An amendment to that amendment has been tabled.

Shri L. N. Reddy (Wardhannapet) : Sir, I beg to move :

“That for the portion beginning from ‘for obtaining the right of possession’ and ending with ‘sub-section (2) of section 12’ substitute :

“as a price towards the inam land in his possession, such tenant shall be entitled to be registered as an occupant of the said land without being liable to pay any further amount for the said land and no such Inamdar shall be entitled to any further compensation for the said land”.

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ (بھوکردن - عام) :— مسٹر اسپیکر - بہتر یہ ہوگا کہ جو ترمیم بعد میں لائی گئی ہے اوس پر ممبر انچارج آف دی بل اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ انہوں نے یہ کلاز بل میں کیوں ایڈ (Add) کیا ہے -

مسٹر اسپیکر :— ممبر انچارج آف دی بل اپنے امندمنٹ کا منشاء واضح کریں - مسٹر فارا اکسائز، فاریسٹس اینڈ ریوینیو (شری کے - وی - رنگ ریڈی) :— مسٹر اسپیکر - یہ نیا کلاز اسلئے پیش کیا گیا ہے کہ ہم نے قولدار قابضین کے چار اقسام بتائے ہیں - قابض قدیم - پرمیننٹ ٹیننٹ پروٹیکٹڈ ٹیننٹ - نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹ - قابض

ہو تو اوس سے پریم (Premium) نہیں لیا جائیگا باقی تینوں سے پریم لیا جائیگا۔ اس بارے میں مختلف آنریبل ممبرس کے مباحث کے بعد میں نے اس پر غور کیا تو مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اگر کوئی قولدار انعامدار کو پہلے سے معاوضہ دیکر قبضہ حاصل کیا ہے تو کم از کم اوس نے انعامدار کو جو معاوضہ پہلے ادا کیا ہے اوس حد تک انعامدار کو محروم کر کے قولدار کو مجرا دینا چاہیے۔ اسلئے انعامدار کو جس قدر معاوضہ مل سکتا ہے اوس کے پریم میں سے اوس حد تک مجرا کیا جانا چاہئے جو اوس نے پہلے حاصل کیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو قولدار کے لئے نقصان کا موجب ہوگا۔ اسلئے مقررہ معاوضہ لیکر انعامدار کو دینے کے لئے جو اس میں گنجائش رکھی گئی تھی اوس کو زائل کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ یہ ترمیم جدید دفعہ کے طور پر اس میں رکھی گئی ہے۔ اگر آنریبل ممبرس کو اس سے اختلاف ہو تو میں اس کا جواب دوں گا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب قولداروں کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوگا کیونکہ انعامدار ایک دفعہ جو معاوضہ لے چکا ہے اوسکو دو بارہ نہیں ملنا چاہئے۔ متعدد دفعات کے ضمن میں خود آپ نے اس کا مطالبہ کیا تھا کہ دو بارہ معاوضہ ادا کرنا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ اس پر آپ نے ترمیمات بھی پیش کئے تھے۔ آنریبل ممبرس کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے جسکی وجہ سے انعامدار اور قولدار دونوں کے حق میں یکساں انصاف ہوگا۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چنا کوٹڈور) :- ساڑھے چار فیملی ہولڈنگ رکھنے والے انعامداروں سے متعلق ہے یا ساڑھے چار فیملی ہولڈنگ سے زیادہ رکھنے والے انعامداروں سے متعلق ہے ؟

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- قولداروں کے فائدہ کے لئے یہ ترمیم لائی گئی ہے۔ انعامدار چونکہ پہلے معاوضہ لیا ہوا ہوتا ہے اسلئے اسکو محروم کرنے کے لئے اور قولدار کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ ترمیم لائی گئی ہے۔

* شری ایل۔ این۔ ریڈی :- ہماری جانب سے جو امینڈمنٹ پیش کیا گیا ہے اوس میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ ہمارے مسلسل اصرار کی بناء پر ممبر انچارج آف دی پل نے یہ امینڈمنٹ پیش کیا ہے۔ اسکے نہ ہونے سے قولداروں کا نقصان ہو رہا تھا۔ اوسکی تلافی کے لئے اور ہماری خواہش کی تکمیل کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ امینڈمنٹ لائی گئی ہے لیکن ہماری خواہش اتنی ہی نہیں تھی۔ ہم یہ چاہ رہے تھے کہ جو معاملات انعامدار نے قولدار سے کئے ہیں اوسکے لحاظ سے کامل طور پر مجرا کیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو کیا نتیجہ ہوگا۔ اس چیز کو ہاؤز کے سامنے لاؤنگا تاکہ ممبر صاحب نے جس طرح ہماری ترمیمات کے بعد سوچ کر یہ دوسری ترمیم لائی ہے اسی طرح ہمارے اس اعتراض کے بعد اس میں ترمیم کرنے پر غور کریں۔ اور یہ خیال کریں کہ واقعی یہ نہایت واجبی بات ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ گورنمنٹ کے لئے بھی یہ ترمیم فائدہ مند ہوگی اسلئے کہ گورنمنٹ کی ٹریڈوی پر بار عائد کرنے کی جو کوشش کی جائیگی

اوس کا بھی سدیاں ہوگا۔ اس واسطے میں یہ چیز ہاؤز کے سامنے لارہا ہوں۔ اس سلسلہ میں کل منسٹر صاحب سمستان ونپرقی کے متعلق جواب دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ پولیس ایکشن کے بعد سیریات سے متعلق جو رقم خزانہ سرکاری میں جمع کی گئی ہے وہ واپس نہیں دی جائیگی۔ بلکہ بحق سرکار ضبط متصور ہوگی۔ سو فیصد ضبط ہوگی یہ تو انہوں نے نہیں کہا لیکن اون کا مفہوم یہی تھا۔ مگر ونپرقی کے راجہ صاحب نے زمینات فروخت کر لئے ہیں اور کاغذات جمع بندی میں پٹے کے حقوق دئے ہیں۔ آج وہ تمام حقوق خود بہ خود رعایا کے حق میں منتقل ہو گئے اور وہ رعایا سرکار عالی میں زر مالگزاری جمع کر چکی ہے۔ وہ رقم واپس نہیں کرینگے۔ ممکن ہے اس اصول پر ہمارے منسٹر صاحب نے کل جواب دیا ہو۔ میں بھی اون ہی اصولوں کو لیکر آگے بڑھ رہا ہوں۔ جو لوگ اب تک اپنے حقوق خرید و فروخت کے ذریعہ یا معاہدہ بیع کے ذریعہ منتقل کئے ہیں اون سے بھی وہی اصول متعلق کیا جائے۔ کل سوالات کے ضمن میں منسٹر صاحب نے فرمایا تھا۔ آج بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی اراضیات فروخت کر لی ہیں۔ اور آج اس قانون کے لحاظ سے اون کے حقوق کسی اور طریقہ سے تعین کئے گئے ہیں۔ اوس زمانہ میں جو زمینات خریدی گئیں تو اوس وقت اون کی قیمت کا تعین نہیں تھا۔ لیکن آج اس قانون کے لحاظ سے کچھ طریقے معین کئے جا رہے ہیں۔ اس کی رو سے پرمیننٹ ٹیننٹ ہونے کی صورت میں لینڈ ریونیو کا (۲۵) گونا۔ پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ ہونے کی صورت میں (۴۰) گونا اور نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ ہونے کی صورت میں (۶۰) گونا ہوگا۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اوس زمانہ میں اوس نے زمین خریدی تھی تو قیمت کا تعین حکومت کی طرف سے نہیں تھا۔ اس لئے جو زمین لینا چاہئے تھا وہ لے لیا اور باقی چھوڑ دیا۔ لیکن آپ پھر اس سے اضافہ طلب کر رہے ہیں۔ جو اوس پر بار کا موجب ہوگا۔ اس کے علاوہ اس کی وجہ سے قولدار اور انعامدار دونوں کے سازش کرنے کا امکان ہے اور سرکاری نقصان کا بھی احتمال ہے۔ میں مثال کے طور پر اس کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ ایک ٹیننٹ نے انعامدار سے زمین خریدی۔ ایسا ٹیننٹ یا تو پرمیننٹ ٹیننٹ ہو سکتا ہے یا پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ ہو سکتا ہے یا نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ ہو سکتا ہے۔ ایک انعامدار نے (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی اراضی کو ایک شخص کے ہاتھ اس قانون کے نفاذ سے پہلے فروخت کیا۔ اگر اوس ٹیننٹ نے ۱۰۔ جون سنہ ۵۰ ع سے پہلے زمین خریدی ہے تو وہ پرمیننٹ ٹیننٹ ہو جاتا ہے۔ اور دواسی قول کی لکھا پڑھائی ہو سکتی ہے اور ہمارے قانون کے لحاظ سے وہ پرمیننٹ ٹیننٹ ہو جاتا ہے۔ اس کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی کیا قیمت ہو سکے گی میں عرض کروں گا۔ (۱۲۵) روپیہ زر مالگزاری کی اراضی اوس نے دو ہزار روپیہ میں خریدی ہے۔ اور آج (۲۵) گونا زر مالگزاری اوس کو ادا کرنا ہوگا جس کی قیمت پانچ ہزار روپیہ ہو سکتی ہے۔ اس لئے سابق قیمت کے مقابلہ میں پرمیننٹ ٹیننٹ کو تین ہزار روپیہ زائد ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ اوس سے پانچ ہزار روپیہ وصول کرے تین ہزار روپیہ انعامدار کو دے گی اور دو ہزار خود

لیگی۔ اب اس ترمیم کے لحاظ سے اوس سے جو تین ہزار روپیہ لئے گئے ہیں اوس میں سے دو ہزار روپیہ مجرا کئے جائیں گے۔ اور ایک ہزار کا بار اوس پر عائد ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مقابلہ سابق کے اس اسٹنٹ کی وجہ سے اوس کی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ پانچ ہزار روپیہ میں سے تین ہزار روپیہ انعامدار کو دیں گے۔ لیکن ٹینٹ نے سابق میں دو ہزار روپیہ ادا کیا ہے اس لئے وہ دو ہزار اون تین ہزار میں سے مجرا ہوں گے۔ اور ایک ہزار روپیہ انعامدار کو ملیں گے۔ اس لئے اب انعامدار پر مینٹ ٹینٹ سے سازش کریگا۔ وہ ٹینٹ سے کہے گا کہ آپ مجھے دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں اور مزید اب ایک ہزار روپیہ آپ کو دینا پڑیگا۔ اس لئے وہ ایک ہزار روپیہ مجھے دیدیجئے میں آپ کو بارہ سال کے رسائد اجرا کردوں گا آپ قابض قدیم کی تعریف میں آجائیں گے اور مجھے زائد رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیوں کہ قابض قدیم کے نام پر بلا معاوضہ پٹہ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ٹینٹ بجائے تین ہزار روپیہ دینے کے ایک ہزار روپیہ اوس کو آفر (Offer) کر کے بارہ سال کے رسائد لے لیگا۔ ممکن ہے وزیر مال یہ فرمائیں کہ ہم اون کاغذات کی بھی جانچ کریں گے۔ لیکن ایسے کاغذات جمع بندی کے لئے آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ اور اوس کو آپ چک نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے یہ سازش کامیاب ہوگی۔ اب اس کے بعد سرکار کو کیاملیگا۔

انعامدار اس کے بعد یہ کہے گا کہ چونکہ گورنمنٹ نے میری اراضی قابض قدیم کے حق میں ٹپہ کی ہے اس لئے مجھے اوس زمین کا معاوضہ دلایا جائے۔ اوس وقت قابض قدیم کو کیا معاوضہ ملے گا۔ زر مالگزاری کا ساڑھے سترہ گونا تسلیم کیا جا چکا ہے اوس میں سے جڑی جو عام طور پر لینڈ ریونیو کا ($\frac{1}{8}$) ہوتی ہے منہا کی جائیگی۔ اور وہ منہا کرنے کے بعد وہ رقم اوس کو ملیگی۔ گویا اوس کو (۲۱۳۳-۸۰) روپیہ خزانہ سے دینا پڑیگا۔ یہاں پریمیم وغیرہ کا سوال نہیں آسکتا۔ یعنی (۶۰) فیصد اوس کو دینا اور (۴۰) فیصد اوس کو دینا یہ سوال نہیں ہوتا۔ پریمیم اون کو دیں گے جو ٹینٹ سے وصول کرتے ہیں یہاں تو پریمیم کا سوال نہیں آتا۔ اس واسطے لازماً (۲۱۳۳-۸۰) دینا پڑیگا۔ اور پھر ادھر وہ پندرہ سو روپیہ ٹینٹ سے حاصل کرتا ہے اس طرح گویا اوس کو تین چار ہزار روپیہ کی آمدنی ہوگی۔ اور پھر اس طرف سرکار کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ٹینٹ کو قابض قدیم قرار دینے کی وجہ سے رقم ادا کرنا ہوگا۔ اور چونکہ جڑی اوسی انعامدار کو آپ ادا نہیں کر رہے ہیں ایسی صورت میں (۲۰) سالہ زر مالگزاری کا معاوضہ دیں گے۔ اس طرح ۲۵ سو روپیہ معاوضہ ہوگا جو خزانہ سے دینا پڑیگا۔ یہ تو آپ پر مینٹ ٹینٹ کو بیچ رہے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ جو پروٹیکٹیڈ ٹینٹ ہے یعنی جو شخص ۱۔ جون سنہ ۵۰ ع کے بعد زمین خریدا ہے اوس کو تو آپ ریگنائز (Recognise) نہیں کرتے۔ یہ چیز تو بیل میں صاف صاف ہے۔ ایسی صورت میں جو معاہدہ سنہ ۵۰ ع کے بعد ہوا ہے اوس کے پروٹیکٹیڈ ٹینٹ کے حق میں کیا اثرات ہونے والے ہیں۔ یہی کہ انعامدار اس قانون سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ ۱۲۵ روپیہ زر مالگزاری کی زمین دو ہزار میں پروٹیکٹیڈ ٹینٹ نے سنہ ۵۱ ع میں خرید لی۔ ملٹی پل کے لحاظ سے معاوضہ (۷۰۰) روپیہ

ہوگا۔ جس زمانہ میں اوس نے یہ زمین خریدی اوس وقت قیمت کا تعین نہیں تھا۔ اور نہ کوئی اصول مقرر تھے۔ لیکن آج آپ اوس سے کیا مطالبہ کر رہے ہیں۔ (۷۰۰) روپیہ اس میں انعامدار کا حصہ (۴۰۰) روپیہ اور گورنمنٹ کا شیر (۳۰۰) روپیہ انعامدار کو اس سے قبل ہی دو ہزار روپیہ پہنچ چکے ہیں اور مزید (۲۰) سو روپیہ طلب کئے جائیں گے۔ گویا ٹیننٹ کو (۵۰۰) روپیہ زائد دینا ہوگا۔ اب انعامدار سازش کریگا وہ ٹیننٹ سے کہے گا کہ آپ کو (۵۰۰) روپیہ دینے پڑیں گے۔ مجھے دو ڈھائی ہزار روپیہ دیدیجئے میں آپ کو قابض قدیم بنا دیتا ہوں اور رسائد لکھدیتا ہوں۔ چونکہ ٹیننٹ کو (۵۰۰) روپیہ دینا پڑتا ہے اور انعامدار صرف دو ڈھائی ہزار روپیہ طلب کر رہا ہے اس لئے بخوشی ٹیننٹ انعامدار کو وہ رقم ادا کردیگا اور بارہ سال کے رسائلیگا۔ جب وہ اس طرح قابض قدیم بن جائیگا تو قانون کے لحاظ سے اوس کے نام پٹہ کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اوس وقت انعامدار اگر آپ سے کہئے گا کہ آپ نے چونکہ قابض قدیم کو اراضی دی ہے اس لئے یا تو مجھے آپ (۲۱) سو روپیہ دیجیے یا ۲۰ سو روپیے جڑی وضع کر کے دیجئے۔ نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کے سلسلہ میں بھی (۱۲۰) روپیہ زر مالگزار کی زمین کی قیمت (۷۰۰) روپیہ ہوتی ہے۔ میں نے جو تمثیل دی ہے وہ غلط ہے۔ (۱۲۰) روپیہ زر مالگزار کی اراضی کی قیمت (۷۰۰) روپیہ جو ہوتی ہے وہ نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہونے کی صورت میں ہوتی ہے۔ اوس کو زائد از پانچ ہزار روپیہ دینا پڑیگا۔ میں نے پہلے جو پرمیننٹ ٹیننٹ کو متعلق کر کے تمثیل دی ہے وہ دراصل پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کی تمثیل تھی۔ غلطی سے میں نے پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کو پرمیننٹ ٹیننٹ کہا ہے۔ (۱۲۰) روپیہ زر مالگزار کی اراضی جو دو ہزار روپیہ میں خریدی گئی پرمیننٹ ٹیننٹ کی صورت میں اوس کا معاوضہ (۳۱۲۰) روپیہ قرار پاتا ہے۔ اس معاوضہ کا مطلب کیا ہے۔ گورنمنٹ اپنا (۴۰) پرسنٹ معاوضہ (۱۲۰) روپیہ لیگی۔ اور اوس کو ساٹھ پرسنٹ دے گی۔ اب تک کاشتکار سے اوس نے دو ہزار روپیہ حاصل کر لیا ہے پرمیننٹ ٹیننٹ قرار دینے کی وجہ سے (یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ۵۰ ع کے پہلے خریدا ہے) (۱۸۷۰) روپیہ زر معاوضہ قرار پاتا ہے۔ ایسی صورت میں پرمیننٹ ٹیننٹ سے سرکار کو رقم وصول طلب نہیں رہتی۔ اس کے پہلے میں نے جو بحث کی ہے وہ یہ ہونی چاہیئے کہ (۱۲۰) روپیہ زر مالگزار کی قیمت (۳۱۲۰) روپیہ قرار پاتی ہے۔ اس میں سے انعامدار کا شیر (۱۸۷۰) روپیہ اور گورنمنٹ کا شیر (۱۲۰) روپیہ ہوگا۔ چونکہ وہ پرمیننٹ ٹیننٹ قرار دیا گیا ہے اور چونکہ اوس نے زیادہ رقم ادا کی ہے اب اس میں سے کوئی رقم انعامدار کو نہیں ملیگی۔ اس لئے انعامدار قولدار کو ورغلائیگا کہ چونکہ آپ کو (۱۲۰) روپیہ گورنمنٹ کو دینا پڑیگا اس لئے آپ تھوڑی سی رقم مجھے دے دیں تو میں بارہ سالہ قبضہ کے رسائد دیدیتا ہوں آپ قابض قدیم بن جائیں گے۔ ادھر وہ گورنمنٹ سے ڈیمانڈ کرے گا کہ میری زمین آپ نے قابض قدیم کے نام پر پٹہ کی ہے اس لئے مجھے اوس کا معاوضہ دیجئے۔ اس مطالبہ کا پورا کرنا آپ پر لازم ہو جائیگا۔ اس طرح انعامدار اور قولدار کے درمیان سازش ہوگی اور ادھر گورنمنٹ ٹریژری پر بھی بار ہوگا۔ اس لئے ان چیزوں کا سدباب کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔

اس لئے میرا جو امینڈمنٹ آپ کے سامنے پیش ہے اس کو مان لیں تو نہ خزانہ پر کوئی بار پڑیگا اور نہ اودھر کاشتکار کو کوئی نقصان ہوگا۔ اس میں ہم یہ قرار دیرہے ہیں کہ اگر خود انعامدار زمین کو فروخت کیا ہے تو کمپنیشن (Compensation) (طلب کرنے کے حق سے محروم ہو گیا اس لئے کہ اس نے اپنے حقوق کو اپنی مرضی سے خریدار کے حق میں منتقل کیا ہے۔ یہ شرط اسی اصول پر ہے جس کا جواب کل منسٹر صاحب نے اسمبلی میں دیا ہے۔ جب وہ اپنے حق سے دست بردار ہو گیا ہے تو اس کو مزید معاوضہ دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو مجھے ڈر ہے کہ اکثر انعامداروں اور قولداریوں کے درمیان اس قسم کے معاہدے ہوں گے کیونکہ ایسی زمینات خریدنے والے اکثر ہوشیار لوگ ہی ہیں اور وہ معاوضہ کے لئے گورنمنٹ کے سامنے آئیں گے۔

اور ایک چیز یہ ہے کہ بعض سمستانوں میں مثلاً ونپرقی یا گدوال یا کسی اور سمستان میں چونکہ ان کی ہزاروں ایکڑ کی سیریات ہیں اور وہاں قابض قدیم نکلیں تو آپ خزانہ سے ان کو معاوضہ دیں گے۔ اگر وہ لوگ زمینات خرید کئے ہیں تو وہ رسید حاصل کریں گے اور ان کے لئے بھی معاوضہ دینا پڑیگا۔ اس لئے میں ممبرانچارج آف دی بل سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میرے امینڈمنٹ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ جیسا کہ کل اور پرسوں ہمارے اعتراضات پر غور کر کے انہوں نے ان کو قبول فرمائے ہیں اسی طرح اس کو بھی قبول فرمائیں، کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ خزانہ پر بار نہ پڑے۔ یہاں قانون کو ریٹراسپیکٹیو ایفکٹ (Retrospective effect) (دینے سے سازش کرنے کا امکان ہے اگر وہ دس سال سے قابض ہے تو بھی آپ اس کو پرمیننٹ ٹیننٹس کہتے ہیں اور سنہ ۱۹۵۰ ع میں یا اس کے بعد خریدا ہے تو اس کو نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ بنارہے ہیں۔ اس لحاظ سے اس میں کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اس لئے ریژری بتچس اور خاص طور پر ممبرانچارج آف دی بل اسپرنسجیدگی سے غور کریں۔

* شری ایم۔ رام ریڈی (ونپرقی) اسپیکر سر۔ ابھی جو امینڈمنٹ آنریبل ممبرایں۔ این ریڈی صاحب نے پیش کیا ہے اس کے متعلق انہوں نے کافی وضاحت سے بحث کی اور ٹیکس اینڈ فیگرس (Facts and figures) کے ساتھ اس کو اکسپلین (Explain) (کرنے کی کوشش کی۔ جو نیا کلارز آنریبل موور آف دی بل نے پیش کیا ہے اس کے کیا امپلیکیشنس (Implications) (ہونے والے ہیں اور اس سے خزانہ پر کس قدر بار پڑنے والا ہے یہ بتلایا۔ اس کے ماسوا میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو نیا کلارز ہے جیسا کہ آنریبل موور آف دی بل نے فرمایا بار بار اپوزیشن بتچس کی جانب سے یہ اصرار کیا گیا اور ہر اسپیکر نے اصول کیا کہ کچھ پروویژن یہاں رکھنا چاہیے تاکہ خریداروں کا پروٹیکشن (Protection) (ہوسکے۔ اس مقصد سے ہم نے یہ نیا کلارز لایا ہے جو بہت پروگریسیو (Progressive) (ہے۔ لیکن جب ہم اس کلارز کو پڑھتے ہیں تو اس میں جو مقصد ہونا چاہئے تھا وہ اس سے کوسوں دور ہے۔ اس کلارز کے پڑھنے سے مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ

خریداروں یعنی پروٹیکٹیڈ ٹیننٹس اور نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹس کا فائدہ ہونے والا ہے لیکن ایک تعجب خیز چیز یہ ہے کہ حق انعام الگ اور حق پٹہ الگ چیز ہے تسلیم ہونے کے باوجود قانون میں پوزیشن (Possession) بیچ لیا ہے یہ الفاظ لائے گئے ہیں۔ اس سے یہاں پیچیدگیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس کے علاوہ ایک چیز یہ کہی گئی ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے جو کمپنیشن کا تعین کیا گیا ہے وہ ادا شدہ رقم سے منہا کریں گے۔ ہماری گورنمنٹ جسے ہم عوامی گورنمنٹ کہتے ہیں وہ اون راجاؤں سے بھی زیادہ سختی کر رہی ہے جو واقعتاً زمین کے انعامدار ہیں۔ راجہ راسیشور صاحب نے تین گونا تری اور ۱۰ گونا خشکی کا دھارا لیکر مکمل پٹہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ لیکن آج کی گورنمنٹ نے اس قانون میں جو معاوضہ مقرر کیا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ اب مزید یہ ہو رہا ہے کہ آپ راجہ صاحب کو رعایا سے معاوضہ وصول کر کے دیں گے۔ میرے پاس آج چند گاؤں سے شکایت آئی ہے کہ گدوال میں یہ ہوا ہے کہ دو تین مہینے سے نوٹیس (Notices) اشیو (Issue) کئے گئے ہیں کیونکہ رقم مالگزاری یا قولی رقم راجہ صاحب کو نہیں دیر ہے ہیں۔ اب وہ رجسٹرڈ ڈیڈ (Registered deed) پیش کر کے تین سالہ رقم وصول کرنے کے لئے تین چار سو دعوے دائر کئے ہیں۔ انکا کہنا ہے کہ یا تو مجھے ۱۰ گونا قول دیکر پوری طرح پٹہ کراؤ یا ۳ سال کا پٹہ دو۔ اس کے بعد جو قانونی حق مجھے ملے گا میں لوں گا۔ اس طرح وہاں کی رعایا پریشان ہو کر کچھ نہ کچھ دام طے کر لے رہی ہے اور کسی نہ کسی طرح سے زمین بچانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کی ۵ ایکڑ تری اور ۲۰ ایکڑ خشکی تھی۔ وہ ۲۰ ایکڑ خشکی بچانے کے لئے ۵ ایکڑ خشکی چھوڑ دے رہا ہے۔ بلا معاوضہ کے لئے راجہ صاحب کہہ رہے ہیں اس لئے مجبوراً وہ ایسا کر رہے ہیں۔ جس قسم کے معاہدے ہوئے ہیں جیسا کہ یل بن ریڈی صاحب نے اپنے اسٹڈنٹ میں پیش کیا ہے اگر وہ بیع ہوں تو صحیح تسلیم نہ فرمائیں ورنہ رعایا کو (پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ اور نان پروٹیکٹیڈ ٹیننٹ) کو فائدہ پہنچانے کے بجائے ان کے حق میں مضرت رساں قانون بنانے کے مترادف ہوگا۔ چھوٹے انعامدار جن کے پاس ساڑھے چار فیملی ہولڈنگ سے کم اراضی ہے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا یہ ونپرق۔ گدوال۔ کولاپور۔ آتما کور وغیرہ کا سوال ہے یہ بہت بڑی سیریات ہیں اور مجھے تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ (معاف فرمائیں) ہماری حکومت جاگیرداروں سے اور ان انعامداروں سے سبز باز کر لی ہے ورنہ کوئی بلت سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں اس قسم کا کلار لا رہے ہیں کیونکہ اس قسم کا کلار لا کر آپ رعایا کا تو فائدہ نہیں کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آرٹریل مسٹر قوم کو قبول فرمائیں گے۔

* شری جی۔ گوبال راؤ (پاکھال) :- مسٹر اسپیکر سر۔ جو اسٹڈنٹ کلار ۳۱ کی شکل میں ایوان کے سامنے آیا ہے اس میں دو چیزیں بتلائی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دفعہ

۶۔ ۷ اور ۸ کے تحت جو انعامی اراضیات خریدی گئی ہیں انکی ۶ فیصد سے زیادہ قیمت دی گئی ہے تو معاوضہ دینا نہیں پڑیگا اگر اندرون ۶ فیصد ہے تو اوس پر معاوضہ دینا پڑیگا۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ انعامی زمین پر جو کاشتکار ہیں ان میں زیادہ تر لوگوں کو اس قانون کے تحت معاوضہ دینا پڑیگا۔ اگر وہ انعامداروں کے حق میں چلی گئی ہیں تو گورنمنٹ نے اپنا جو ۴۰ فیصد حصہ رکھا ہے وہ واپس لیگی۔ لیکن ۶۰ فیصد سے زیادہ رقم دئے ہیں تو وہ واپس نہیں دلائے گی اگر انعامدار پہلے سے بیچ چکے ہیں اور معاملہ ہوچکا ہے تو درمیان میں ہمارے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ خبردار آپ نہیں خرید سکتے مجھے معاف فرمائیے اگر میں یہ کہوں کہ آپ بیچ میں دلالی کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ بیچ میں بیٹھ کر ۴۰ فیصد کی کمی کرنا چاہتی ہے لیکن اس سے پہلے منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ حق انعام الگ ہے اور حق پٹہ الگ ہے مگر وہ ان حقوق سے دست بردار ہوچکا ہے تو آپ پھر کونسا معاوضہ دلانا چاہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ ایک نیا کلاز لایا جائے۔ نیا کلاز آیا اور اس پر مبارک باد بھی دیجاتی کیونکہ ڈھائی سال سے یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ گورنمنٹ اچھا قانون بھی بناتی ہے تو اسے مبارک باد نہیں دی جاتی لیکن جب ہم اس کلاز کو دیکھتے ہیں تو وہ ایک قسودہ کلاز ہے اور اس میں انعامداروں کے مفاد کو مضمر رکھا گیا ہے۔ ابھی جیسا کہ رام ریڈی صاحب نے فرمایا آئندہ الیکشنس (Elections) میں جو الیکشن اکسپنس (Election expenses) ہوں گے اس میں اپنا حصہ رکھنے کے لئے زمیندار سے دوستی باقی رکھنے کے لئے یہ کلاز لایا گیا ہے۔ ابھی ایک آرڈرل ممبر نے اپنی جانب سے جو امینڈمنٹ پیش کیا ہے اس سے نہ کسی قسم کا گورنمنٹ پر بار ہوگا اور نہ پانچ سال یا پانچ دن پہلے خریدنے کا سوال پیدا ہوگا۔ اور یہ کہ اس میں ان پوزیشنس (In possession) رکھے ہیں تو وہ زمین اس کے ذاتی قبضہ میں رہنا چاہئے ایسے الفاظ رکھنے کی وجہ سے ایک ٹیننٹ قابض قدیم کی حیثیت میں آجائیگا جس کی وجہ سے گورنمنٹ ٹریژری پر کافی بار پڑیگا۔ ان اپوزیشنس سے پروٹیکٹڈ ٹیننٹس اور نان پروٹیکٹڈ ٹیننٹس اور قابض قدیم پر کیا اثر پڑیگا اس سے نہ گورنمنٹ کا کوئی نقصان ہوئے والا ہے اور نہ انعامداروں کا کوئی نقصان ہوئے والا ہے اور نہ پٹہ داروں کا۔ اس لئے اس امینڈمنٹ کو مان لیا جائے تو مفید مقصد نکل سکتا ہے۔

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی :- اسپیکر سر۔ شروع میں یہ کہا گیا کہ ونپری کے انعامات کی رقم دو سالہ جو گورنمنٹ کو وصول ہوئی ہے اس کو میں نے ضبط کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ سوال یہ کیا گیا تھا کہ انعامات فروخت کر لئے گئے ہیں اور سرکار میں دو سالہ رقم جمع ہوئی ہے تو فروخت غیر قانونی طور پر ہونے کی وجہ سے رقم کی نسبت کا عمل ہوگا۔ میں نے مشروط طور پر کہا تھا کہ اگر حق انعام فروخت کیا گیا ہے تو وہ ضبط کیا جائیگا۔ میں نے اراضی انعام کا قبضہ فروخت کرنے کے بارے میں جواب نہیں دیا تھا۔ اگر ملکیت انعام کے حق کو فروخت کیا ہے تو قانوناً اس کو ضبط کرنے کے احکام ہیں۔

نفس ترمیم کے متعلق آپ نے دو چیزوں کو جو صاف ہیں پیچیدہ کر کے بیان کیا۔ ہم نے پریم کے دو اجزا کئے ہیں۔ ۶۰ فیصد حق انعامدار کو دیں گے اور ۴۰ فیصد سرکار لیگی۔ سرکار یہ ۴۰ فیصد اس لئے لے رہی ہے کہ جو قبضہ غیر رجسٹری شدہ تھا سرکاری کاغذات میں اس کا اندراج نہیں تھا اور اس قبضہ کے لئے ایک انعامدار کا درمیانی واسطہ تھا ہم انعامات کے ابالیشن کی وجہ سے اس واسطہ کو دور کر کے اس کو یعنی قابض قولدار کو راست مالک بنا رہے ہیں اس کے لئے ۴۰ فیصد معاوضہ لیا جا رہا ہے۔ ۶۰ فیصد انعامدار لیگا باوجود اس کے کہ اس نے حق قبضہ دیدیا ہے لیکن وہ مالگزاری حاصل کرتا تھا۔ انعام کا محاصل معاف ہونے کی وجہ سے وہ خود مستفید ہوتا تھا۔ اس لئے اس کو ۶۰ فیصد معاوضہ رکھا گیا ہے۔ اگر کسی قولدار نے پہلے ہی سے انعامدار کو رقم ادا کر دی ہے تو اس سے مکرر رقم لینا نا انصافی ہوگی۔ اس حد تک وہ مجرا کی جائیگی۔ اس نے جس قدر رقم بھی دی ہے۔ ۴۰ فیصد ۵۰ فیصد ۶۰ فیصد وہ مجرا ہوگی۔ اگر ۶۰ فیصد سے زیادہ دیا ہے تو اس نے یہ غلطی کی۔ اس کو اپنی اس غلطی کی سزا بھگتنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ جتنی بھی رقم دیتا ہے اتنی مجرا ہونی چاہیئے۔ ایک آئریبل ممبر نے فرمایا کہ حکومت بڑے بڑے انعامداروں سے سازش کر لی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے دفعہ اور ترمیم کے مطلب کو نہ سمجھتے ہوئے ایسے خیال کا اظہار فرمایا۔ حکومت انعامدار سے کس طرح سازش کریگی۔ وہ تو انعامدار کا انعام ختم کر رہی ہے۔ کیا اس کا انعام ختم کر کے اس کو حق انعام سے محروم کرنے کے لئے وہ انعامدار سے سازش کریگی۔ ایسی صورت میں سازش کا وجود کہاں رہتا ہے۔ ہم سازش نہیں کر رہے ہیں ہم تو اس کے حقوق کو ختم کر رہے ہیں۔ البتہ آپ کے ضمیر میں یہ بات ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے انتظامات کو درہم برہم کیا جائے۔ آپ یہ نہیں کہتے کہ انعامدار کا معاوضہ ختم کرو بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سرکار جو ۴۰ فیصد لے رہی ہے اس کو اڑادو۔ سرکار جو کچھ لے رہی ہے وہ پبلک اور غریبوں کے فائدہ ہی کے لئے لے رہی ہے۔ غریب کاشتکاروں کے فائدہ کے لئے ہی درمیانی شخص کو نکال رہی ہے جس کا معاوضہ لیا جا رہا ہے۔ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ قابض نے بیوقوفی کر کے رقم دی ہے۔ اگر اس نے بیوقوفی کی ہے تو اس بیوقوفی کی سزا اس کو بھگتنی دیجئے۔ اگر آپ یہ بتلائیں کہ حکومت اس ترمیم کے ذریعہ کوئی ناجائز عمل کر رہی ہے تو میں سمجھ سکتا ہوں۔

یہ کہا گیا کہ انعامدار اور دواسی قولدار سازش کر کے سرکار کو جو پریم ملنا ہے اس سے محروم کرینگے۔ جعلی رسائد بنائینگے۔ غالباً آپ نے اس کے تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ جو پرسیسٹنٹ با پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کی تعریف میں نہیں آتا ہے اس کو ہم غیر محفوظ قولدار قرار دیتے ہیں۔ غیر محفوظ قولدار سے مالگزاری کا ۶۰ گونا پریم لینے کے لئے احکام مدون کئے ہیں۔ اگر انعامدار سے غیر محفوظ قولدار سازش کر کے ۱۲ سال کے رسائد حاصل کرے تو پہلی صورت میں ۲۰ گونا مالگزاری کے ۴۰ فیصد سے سرکار کو محروم کر رہا تھا یہاں یہ شخص

۶. گونا مالگزاری کے ۴۰ فیصد سے محروم کریگا۔ اس کی آپ کس طرح حفاظت کریں گے جبکہ وہ جعلی دستاویز پیش کریں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کو ایک ایم۔ ایل۔ اے کی حیثیت سے یہ ماننا پڑیگا کہ جعلی دستاویز عدالت میں کالیاب نہیں ہوتی۔ میں مانتا ہوں کہ کبھی جعلی دستاویز پر ڈگری ہو جائے یا قتل کی سزا سے کوئی قاتل چھوٹ جائے۔ لیکن عدالت ہائے قانون سچے دستاویز کی بناء پر ہی ڈگری صادر کرتے ہیں۔ پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہر میننٹ ٹیننٹ عارضی قולدار تینوں انعامدار کو معاوضہ دیکر قبضہ لے رہے ہیں۔ اگر معاوضہ نہ دیکر لینا چاہیں تو وہ زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ ۴۰ فیصد کا بھی نقصان کرنا چاہیں گے۔

شری اے۔ راج ریڈی (سلطان آباد) :— دونوں فریق میں وجہ تحریک کو دیکھئے۔ اس کے لحاظ سے اسکا اندازہ ہوگا۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :— یہ تو ۱۵۔۲۰ گونا ادا کرتا ہے۔ لیکن اسکو تو ۶۰ گونا سے بچنے کے لئے ترغیب کی وجہ ہے۔ برخلاف اسکے پروٹیکٹڈ ٹیننٹ اور مستقل قبضہ دار تو ۱۰۔۱۵ گونا دیتے ہیں۔ ہم انکو ۶۰ گونا معافی دے رہے ہیں۔ ۴۰ فیصد بچائیں گے تو تھوڑی رقم رہیگی۔ برخلاف اسکے غیر محفوظ قولدار بچائیں گے تو بہت بچا لیں گے۔ اسکو زیادہ ترغیب ہوتی چاہئے۔ اسلئے قابض قدیم بن جائے تو ایک پیسہ دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر غیر محفوظ قولدار رہے تو ۶۰ گونا دینا پڑتا ہے۔ اسلئے اسکو زیادہ ترغیب ہوتی ہے۔ اس طرح آپ سوچنے بیٹھیں گے تو جعلی دستاویز کے ڈر سے بہت سے مشکلات پیدا ہوتے جائیں گے۔ آپ کو مالگزاری اسسمنٹ (Assessment) کے ریکارڈ پر بھی غور کرنا پڑیگا۔ پھانی میں بھی اس کے قبضہ کا اندراج رہتا ہے۔ اس طرح انہیں آنکھ بند کر کے معاوضہ نہیں دیں گے۔ تمام طریقوں سے تحقیقات کی جائیگی۔ تاریخ کا اعلان ہوگا۔ تمام اشخاص جو اس سے تعلق رکھتے ہیں رجوع ہوں گے۔ انہیں ثبوت لینے کے بعد تصفیہ ہوگا۔ گورنمنٹ جب کہ چالیس فیصد حصہ لے رہی ہے تو یوں آنکھ بند کر کے یہ عملیات نہیں کریں گے۔ ان حالات میں اسی ایک جگہ پر فرضی یا جعلی دستاویزات کے ڈر سے یہ ترمیم لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی خوف ہو تو ہر جگہ ترمیمات کرنی پڑیگی۔

یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۵۰ء کے بعد کے قولداروں کو محفوظ قولدار نہیں قرار دیا گیا ہے۔ یہ اعتراض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یہ ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۵۰ء سے پہلے اور بعد دونوں کے لئے ہوگا۔ شری کے۔ ایل۔ نرسما راؤ (یلندو۔ عام) :— پروٹیکٹڈ ٹیننٹ کی تعریف میں ترمیم کیا گیا ہے کہ ۱۰۔ جون سے پہلے کے لوگ اس میں آئیں گے۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :— بالکل صحیح ہے۔ وہ غیر محفوظ قولدار تو بن جاتے ہیں۔ اس پر بھی تو منہائی ملتی ہے۔ یہ منہائی محفوظ قولدار غیر محفوظ قولداروں پر میننٹ ٹیننٹ سب کو دینے کے لئے ترمیم لائی گئی ہے تو ۱۰۔ جون سنہ ۱۹۵۰ء کا سوال

ہی کہاں باقی رہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں واقعات کو صحیح طور پر نہ سمجھتے ہوئے ترمیم لائی گئی ہے۔ اس وقت تک جو کچھ معاوضہ حق مقابضت کے بارے میں ہے وہ یہ لحاظ نرخ بازار ہمارے مقرر کردہ پریم سے کئی گونا زیادہ ہے۔ مرہٹواری میں فی ایکڑ ہزار آٹھ سو تلنگانہ میں فی ایکڑ ۵۰ سے زیادہ پریم کی رقم خواہ محفوظ قولدار کی ہو یا غیر محفوظ قولدار کی ہر حالت میں اس سے کم ہے۔ ہمنے ۶۰ فیصد مجرا دینے کا تصفیہ کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ ہر جگہ قولداروں نے انعامداروں کو ۶۰ فیصد سے زیادہ ہی دیا ہوگا لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اگر انہوں نے نادانستہ طور پر ضرورت سے زیادہ رقم دی ہے تو انہوں نے غلطی کی ہے۔ اس غلطی کو ہم کیا کریں گے۔ انعامدار لیا ہے تو کیا ایسی صورت میں اسکو جیل بھجوا دیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ سرکار اپنے حق سے تو دستبردار نہیں ہو سکتی۔ آپ کی ترمیم قبول کرنے کا ایک عجیب نتیجہ یہ نکلیگا کہ اگر انعامدار کو قولدار نے کچھ معاوضہ بھی دیا ہو تو اس سے کچھ نہ لیا جائے۔ یعنی اگر وہ کسی طرح سے فی ایکڑ ایک روپیہ بھی نذرانہ یا کسی اور شکل میں انعامدار کو دیدیا ہو تو بس اب اس قولدار سے کچھ پریم نہیں لینا چاہئے کسی طرح صحیح نہ ہوگا۔

شری کے۔ ایل۔ نرسمہا راؤ :- اگر پرائس (Price) ادا کر دیا ہے تو ایسی صورت میں کچھ نہیں لینا چاہئے۔

شری کے۔ وی۔ رنگاریڈی :- نہیں۔ نہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں کہ قولدار کچھ بھی ادا کیا ہو تو انعامدار کو کچھ نہیں دینا چاہئے قولدار سے کچھ نہ لینا چاہئے۔ قیمت کا تعین کون کریگا۔ اللہ میاں کریں گے یا آپ کریں گے یا میں کروں گا۔ معاوضہ کیا دینا چاہئے معاوضہ ایک روپیہ بھی ہو سکتا ہے دو روپے بھی ہو سکتے ہیں۔ ایک ایکڑ کی قیمت ایک ہزار روپیہ بھی ہو سکتی ہے۔ اور باغات کی زمین ہو تو ایک ایکڑ کے پانچ چھ ہزار بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم نے یہ رکھا ہے کہ جو کچھ ادا کیا ہے وہ مجرا دینا چاہئے اور اگر ۶۰ گونا کی حد تک دیا ہے تو انعامدار کو دینے کی بوری رقم قولدار کو دینا چاہئے۔ اس سے بڑھ کر آپ کہیں گے تو مشکل ہے۔ جرم کا ارتکاب ایک شخص کیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ سزا دوسرے کو دو تو یہ نہیں ہو سکتا۔ حکومت کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

ونہری اور گدوال کے سمستان آپ کے سامنے گھڑی گھڑی چمکتے رہتے ہیں لیکن اسٹڈی (Study) کریں گے تو معلوم ہوگا کہ کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ سمستان گدوال کی جتنی زمینات ہیں وہ جاگیر کا جزو ہونیکا ادعا ہے یہ مجھے معلوم ہے اگر وہ جاگیر کا جزو قرار پائیں تو ایک کوڑی بھی معاوضہ دینا نہیں پڑیگا۔ قانون ایلیمین آف جاگیرس (Abolition of Jagirs) کے تحت بلا معاوضہ اراضی کا پتہ دینا ہوگا۔

شری ایل۔ آئن۔ ریڈی :- ان اراضیات کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ یہ انعامی نہیں اس کی علحدہ تحقیقات جاری ہے۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- اس مقدمہ کی جزو تحقیقات میں نے بھی کی ہے۔ رعایا کا ادعا یہ ہے کہ یہ اراضیات جاگیر کا جزو ہیں۔ والی سمستان کا کہنا ہے کہ یہ جاگیر کا جزو نہیں ہیں بلکہ انعامی اراضیات ہیں۔ اگر ۴۵-۵۰ ہزار ایکڑ زمین ہے تو بڑے بڑے سمستان ہونے کا مسئلہ نہیں ہے۔ وہ ایک جاگیر کا جزو قرار پائے تو بلا لحاظ معاوضہ پٹہ ہونا چاہئے۔ میں نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اراضیات تاتصفیہ زیرنگرانی سرکار رہیں۔ والی سمستان قابض اراضیات کو بیادخل نہیں کرسکیں گے۔ جو قولدار قابض ہیں وہی قابض رہیں گے اور زر مالگزاری قابضین سے وصول کر کے خزانہ تحصیل میں جمع کی جائے گی۔ یہ میں نے حکم دیدیا ہے۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- لیکن وہاں کا زر مالگزاری گدوال کے راجہ صاحب وصول کر رہے ہیں۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- اب تمام قابضین سے زر مالگزاری سرکار وصول کر رہی ہے جو خزانہ تحصیل میں جمع کی جائے گی۔ میں نے ایسا حکم دیدیا ہے۔ اگر اس کی تعمیل نہ ہوگی تو کلکٹر اس کے ذمہ دار ہوں گے اون سے باز پرس کی جائیگی۔

شری ایم۔ رام ریڈی :- والی سمستان کے مقابلہ میں متعدد دعاوی دلا پانے زر لگان کی بابتہ پیش ہو رہے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں کہ والی سمستان وصول نہیں کر رہے ہیں۔

شری کے۔ وی۔ رنگا ریڈی :- وہ وصول نہیں کر رہے ہیں۔ میں نے حکم دیدیا ہے۔ اگر اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے تو آپ بتائیے میں فوراً اس کا بندوبست کرونگا۔ میں نے یہ حکم دیا ہے کہ قابضین سے رقم وصول کر کے خزانہ تحصیل میں جمع کی جائے۔

اب رہا آتما کور کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اوس کے متعلق میں خود بحیثیت صدر کانگریس اوس کارروائی کو دیکھ چکا ہوں۔ انعامات دینے کے پہلے سے وہ یہ ادائی زر مالگزاری قابض ہیں۔ ایسی صورت میں ان کو ایک کوڑی بھی دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

کولہا پور کے متعلق کہنا یہ ہے کہ اگر وہ اراضیات جاگیر کا جزو ہیں تو ایک کوڑی بھی معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ہر مرتبہ کہا جاتا ہے کہ ان کو ۲ لاکھ دینا پڑیگا ان کو ۴۰ لاکھ دینا پڑیگا اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ معاوضہ ادا کر کے سب لوگ زمینات لے رہے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی کی کونسی بات ہے۔ اگر ایسا کئے ہیں تو اس ترمیم کے بعد ان کو ایک کوڑی بھی معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آپ کا مدعا پورا ہو جائیگا۔ غریب قولدار معاوضہ کی ادائی سے بچ جائیں گے۔ والی سمستان کو کوئی معاوضہ دینے کا مسئلہ ہی باقی نہیں

رہیگا۔ کہا گیا کہ ہم نے والیان سمستان سے سازش کر لی ہے۔ اس قسم کی باتیں صحیح نہیں ہیں۔ ہم تو اون کی گردن کاٹ رہے ہیں اس کے باوجود جو شبہ کیا جا رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ انعامداروں کے تعلق سے بھی میں کہوں گا کہ انعامداروں کو کچھ نہیں مل رہا ہے اون کو بھی جس قدر ہم محروم کر سکتے تھے کر چکے ہیں۔ اس لئے میں آنریبل ممبرس سے خواہش کروں گا کہ وہ اس ترمیم کو قبول کر لیں کیونکہ یہ خود آپ کی مانگ کے مطابق لائی گئی ہے۔ اوس طرف کے ممبروں کی بھی مانگ تھی اور اس طرف کے ممبروں کی بھی مانگ تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ میری بھی مانگ ہو گئی۔ اس لئے میں کہوں گا کہ یہ ایک فائدہ مند ترمیم ہے اس کو قبول کیا جائے۔

* شری ایل۔ این۔ ریڈی :- ممبر انچارج آف دی بل کی جانب سے یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ گورنمنٹ کو ۴ فیصد جو معاوضہ مل رہا ہے اوس کے ہم خلاف ہیں۔ دراصل ایسا نہیں ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ سابقہ انعامدار اور موجودہ قولدار کے مابین جو قیمت کا تعین ہو چکا ہے اوس کو یہاں ریوائز (Revise) کیا جا رہا ہے جس کی ضرورت نہیں ہے۔ اوس وقت از روئے قانون کوئی قیمت مقرر نہ تھی اس لئے بازاری قیمت کے لحاظ سے قیمتیں مقرر کر کے عمل کیا گیا۔ آج اس تعین قیمت کے مسئلہ کو تازہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قیمت کے مسئلہ کو تازہ کر کے علحدہ ملٹی پل (Multiple) مقرر کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اون کے مابین طے کردہ قیمتوں میں رد و بدل ہوگا۔ بعض جگہ زیادہ دینا پڑیگا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ قولدار سے کچھ رقم زیادہ طلب کریں گے یعنی اون کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے اوس سے زیادہ اور جو رقم اس طرح وصول ہوگی وہ پوری کی پوری انعامدار کو نہیں جائے گی اس لئے انعامدار اور قولدار کے درمیان سازش کا کم امکان ہے۔ ہم نے ۵ فیصد کا امینڈمنٹ لایا تھا لیکن کم سے کم ۴ فیصد کا جو امینڈمنٹ تھا اس کو قبول کر لیا گیا ہے۔ ہم گورنمنٹ کے معاوضہ لینے کے خلاف نہیں ہیں لیکن سابقہ طے شدہ قیمتوں کو ریوائز (Revise) کرنے سے کیا نتائج برآمد ہوں گے اس پر غور کرنا چاہئے۔

ایک شخص پروٹیکٹڈ ٹیننٹ ہے اگر وہ ۱۰۔ جون کی بجائے ۱۵۔ جون کو زمین خریدا ہو تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اگر اوس نے (۱) ٹائمس آف دی لینڈ ریونیو (Ten times of the land Revenue) دیکر خریدا ہے تو آپ (۴) ٹائمس اوس سے لیتے ہیں۔ اس طرح (۳) ٹائمس کا جو اضافہ ہوگا اس کے متعلق میں کہہ رہا ہوں کہ قیمتیں جو طے کر لی گئی ہیں اون میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ رقم انعامداروں کو ایصال ہوگا اس لئے کاشتکاروں کے حق میں سختی کا موجب ہوگا کیونکہ انعامداروں نے سب معاہدہ پیسہ حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے وہ بہتر یہ سمجھیں گے کہ پہلے معاہدہ کر لیا ہے اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اوس وقت آپ اس عمل تک نہیں گئے۔ قابض قدیم قراڑ دینگے تو خزانہ سے دینا پڑیگا۔ گورنمنٹ

کی طرف سے جو ترمیم آ رہی ہے اوس کو روکنے کے لئے ہم نہیں کہہ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ممبر انچارج آف دی بل کا یہ آرگيومنٹ کہ ۶۰ ٹائمس آف دی لینڈ ریوینیو دینا پڑیگا اس کے بارے میں وہ سازش کر سکتے ہیں ہر کامن سنس (Common sense) رکھنے والا کہے گا کہ ہم پہلے ہی ادا کرچکے ہیں اس لئے اوس سے بچنے کے جو اشکال ہو سکتے ہیں ان پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ حسب معاہدہ پیسے ادا کرنے کے بعد سے اپنے آپ کو مالک سمجھ رہا ہے اس لئے ایسے لوگ سازش کا شکار ہون گے جس کا پتہ گورنمنٹ پر پڑیگا۔ آپ اس پر غور فرمائیں۔ پہانی پتہ کا حوالہ دیا جا رہا ہے لیکن میں کہوں گا کہ پہانی پتہ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ لینڈ ریوینیو قابض قدیم کے لئے دینا لازم نہیں ہے اور اوس کو رسائد لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہانی پتہ کے عملیات کب درست ہیں۔ باوجود حکومت کی ہدایات کے پہانی پتہ کے اندراجات صحیح طور پر نہیں ہو رہے ہیں۔ ۵۰ ہزاروں ٹینٹس ایسے ہیں جو بیس پچیس سال سے کات کر رہے ہیں لیکن ایک سال کے عملیات میں بھی ان کا نام درج نہیں ہے۔ پہانی پتہ کے خانہ جات خالی اور معزا رہتے ہیں۔ جہاں کاشتکار کا نام درج کیا جانا چاہئے نہیں کیا جاتا ہے۔ اس واسطے اس قسم کے لوپ ہولس (Loop-holes) کو دور کرنے اور اون کا سدباب کرنے کے لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے لوگوں سے جو پریم لینا چاہئے وہ نہ لیں۔ دوسری چیز یہ ہے کہ گدوال اسٹیٹ میں تین سال کا زر لگان وصول کو لینے کے لئے تحصیل کے ذریعہ نوٹس جاری کی گئی ہے۔ میں نے آنریبل منسٹر کو رپریزنٹ (Represent) کیا تھا۔ اوس وقت شری بی۔ رام کرشنا راؤ نے جو اوس وقت ڈپٹی منسٹر اور آج چیف منسٹر ہیں مجھ سے کہا تھا کہ چونکہ تحقیقات انعامی جاری ہے اس لئے زر قول وصول کرنے کی حد تک اسپیشل آرڈرس (Special orders) دے گئے ہیں۔ اوس وقت میں نے اون سے کہا تھا کہ چونکہ تحقیقات انعامی جاری ہے اس لئے اون کو زر قول وصول کرنے کا حق دینا نا مناسب ہے۔ اگر زر قول وصول کرنا ہی ہے تو سرکار وصول کر سکتی ہے۔ ممکن ہے منسٹر صاحب نے اس بارے میں آرڈرمن جاری کئے یا نہیں یہی اس کا علم نہیں ہے۔ اگر اون کا مطالبہ برابر وہاں جاری ہے۔ انعام کی تعریف اگر آپ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ولیج ریکارڈ میں جن کا نام داخل ہے اون کو انعامی اراضی تسلیم کریں گے۔ سررشتہ انعام چاہے اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن انعام ابالیشن میں جو تعریف ہے وہ یہی ہے کہ جن کا نام دیہاتی ریکارڈ میں داخل ہے وہ بھی انعام تصور ہوگا۔ میں نے گدوال اسٹیٹ کے متعلق معلوم کیا ہے کہ وہ اور دیگر والیان اسٹیٹ اپنی سیری اراضیات کا ریکارڈ پہلے سے ہی مینٹین (Maintain) کرتے آ رہے ہیں۔ ان اراضیات کے متعلق ساٹھ ستر سال سے ریکارڈ مینٹین کیا جا رہا ہے۔ اون ہی ریکارڈس میں اپنا پر سررشتہ عطیات منتخب بنا رہا ہے۔ والی ونپری کے نام منتخب جاری کرتے وقت ان کو پیشرفت میں عجیب و غریب دلائل پیش کئے گئے ہیں کہ جب ہاپتا پیٹھ برگوپال پیٹھ جیسے چھوٹے چھوٹے سمسٹانوں کے انعامات منظور کئے جاسکتے ہیں تو

اتنے بڑے جاگیردار اور وہ بھی وفادار جاگیردار کے لئے انعام نا منظور کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس واسطے انعام منظور۔ اس قسم کی تجاوز ہونا معلوم ہوا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- آپ اصل رہلائی (Reply) سے ہٹتے جارہے ہیں۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- میرا منشا صرف یہ ہے کہ یہ چوکھا جا رہا ہے کہ گدوال کو جزو جاگیر بنا کر رعایا کے حقوق ادا کرنے والے نہیں ہیں اس استدلال سے متفق نہیں ہوں۔ خیر گدوال کی حد تک آپ ایسا کرینگے۔ ونپرق کا کیا حال ہے۔ آپ نے کل ہی فرمایا تھا کہ (۴۳) ہزار سے زیادہ منافع کی اونکی اراضیات ہیں۔ کیوں اتنی کثیر اراضیات بطور انعام کے عطا کی گئیں۔ جاگیر ہونے کے باوجود اون کو علیحدہ اراضی بطور انعام عطا کی گئی۔ والی کولہاپور سمستان کا بھی یہی حال ہے۔ علیحدہ اسٹیٹ ہونے کے باوجود انعام کا منتخب اون کے نام جاری کیا گیا۔ اسی طرح دیگر والیان سمستان کا بھی حال ہے۔ اور گدوال کی حد تک بھی مجھے یقین ہے کہ یہی ہوگا۔ لیکن میں کہوں گا کہ حکومت وہاں یہی طریقہ اختیار نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پھر دوسروں کے منتخب منسوخ کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ لوگ بڑے بڑے جاگیردار رکھتے ہوئے انعامات حاصل کئے ہیں۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ جسکو آج ہم کو فیس (Face) کرنا پڑ رہا ہے بہت ہی اہم ہے۔ یہ ہزاروں لوگوں کی روزی کا مسئلہ ہے۔ اس لحاظ سے ہم کو سوچنا پڑیگا۔ میں مانتا ہوں کہ ونپرق میں بہت سے لوگ عرصہ دراز سے کاشت کر رہے ہیں وہ قابض قدیم ہیں اون سے معاوضہ نہیں لیا جائیگا لیکن گورنمنٹ کو تو معاوضہ ادا کرنا ہوگا۔ انعامداروں نے سابق میں اپنے اختیارات سے بڑھ کر بعض کو دس گونا بعض کو پندرہ گونا قیمت پر اراضی فروخت کی ہے کیوں اون کے حقوق انعامی ضبط نہیں کر لئے جاتے۔ اگر ضبط کر لئے جائیں تو معاوضہ دینے کا سوال رد کیا جاسکتا ہے اور اسکی وجہ سے نہ تو گورنمنٹ پر بار پڑیگا اور نہ رعایا سے وصول کرنے کی نوبت آئیگی۔ انعام کے معاوضہ کے سلسلہ میں جو دوسری صورتوں میں دیا جانے والا ہے بہت سی ترمیمات ہم نے پیش کی تھیں لیکن آپ نے اونکو نہیں مانا۔ یہاں انعام کا جو معاوضہ دے رہے ہیں اگر (۶۰) فیصد ادا کیا جاتا ہے تو پھر کرینگے لیکن (۶۰) فیصد سے زائد ادا کیا ہے تو غور نہیں کرینگے۔ انعامدار کو اراضی فروخت کرنے کے سلسلہ میں.....

مسٹر اسپیکر :- ممبر انچارج آف دی بل نے ان چیزوں کا جواب اس سے پہلے دے دیا ہے۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- دوسرے طریقہ سے جواب دیا گیا ہے۔

مسٹر اسپیکر :- کسی طرح سے بھی ہو۔ جواب دیا گیا ہے۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- اس لئے میں ممبر انچارج آف دی بل سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ اس پر زیادہ غور کریں۔ ہمارا منشا ترمیم پیش کرنے کا یہ تھا کہ

جنہوں نے خرید و فروخت کی بنا پر قیمت ادا کر دی ہے ویسے لوگوں کا معاملہ تازہ نہ کریں۔ انہوں نے زائد قیمتیں ادا کی ہیں اس لئے اون سے مزید وصول نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس سے پیچیدگیاں پیدا ہونگی۔ ایک طرف تو وہ لوگ آپس میں سازش کرینگے اور دوسری طرف گورنمنٹ کو اپنے خزانہ سے قابض قدیم کے نام پر معاوضہ دینا پڑیگا۔ ایک طرف پریمیم آپ کو نہیں ملیگا اور دوسری طرف خزانہ پر بار پڑیگا۔ اس لئے میں خواہش کرتا ہوں کہ ہاؤز میری ترسیم پر غور کرے اور اوسکو منظور کرلے۔

Mr. Speaker : I shall put the amendment to amendment to vote. The question is :

“That for the portion beginning from ‘for obtaining the right of possession’ and ending with ‘sub-section (2) of section 12’ substitute :

‘as a price towards the Inam land in his possession, such tenant shall be entitled to be registered as an occupant of the said land without being liable to pay any further amount for the said land and no such Inamdar shall be entitled to any further compensation for the said land.,’

The motion was negatived.

شری ایل۔ این۔ ریڈی :— مسٹر اسپیکر سر۔ بل میں دفعہ (۱۳) پہلے سے موجود ہے اور وہ پاس ہوچکا ہے اس لئے اس دفعہ کو (۱۲) ایسے رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

Mr. Speaker : The office will give the Serial No. I shall now put the amendment of Shri K.V. Ranga Reddy to vote. The question is :

“That after clause 12, add the following new clause 13:-

‘13. Notwithstanding anything contained in this Act, or any other law for the time being in force, if any permanent tenant, protected tenant or non-protected tenant has, prior to the date of vesting, paid any consideration to the Inamdar for obtaining the right of possession and said amount is equal to 60% or more of the premium chargeable under Sections 6, 7 and 8, he would be entitled to the deduction only to the extent of 60% and if the said amount is less than 60% of the premium he would be entitled to deduction to the extent of the amount actually paid by him. The amount so deducted from the premium shall be adjusted towards the compensation payable to the Inamdar under sub-section (ii) of section 12.’

The motion was adopted.

New Clause 13 was added to the Bill.

Mr. Speaker : The question is :

“ That clause 1 i.e., Short title, Extent, Commencement and Preamble as amended stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Short title, Extent, Commencement and Preamble as amended were added to the Bill.

Shri K.V. Ranga Reddy : I beg to move :

“ That L. A. Bill No. XVIII of 1954, the Hyderabad Abolition of Inams Bill, 1954 as amended, be read a third time and passed.”

The motion was adopted.

Mr. Speaker : The first and second readings of the Hyderabad Prisoners Bill, 1954 were completed. Let us take up clause-by-clause reading of.

**L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad
Prisoner's Bill, 1954.**

Clause 2

Mr. Speaker : There are no amendments to clause 2. The question is :

“ That clause 2 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

Clause 3

Shri Ananth Reddy (Balkonda) : I beg to move :

“ That in line 3, for ‘otherwise’ substitute ‘any other enactment in force’.”

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری کے - انت ریڈی :- مسٹر اسپیکر سر - یہ ایک معمولی ترمیم ہے - اصل کلاز میں
یہ الفاظ ہیں -

“Under this Act or otherwise”.

میں یہ چاہتا ہوں کہ ” ادروائز “ (Otherwise) کی بجائے یہ الفاظ رکھے
جائیں -

‘Any other enactment in force.’

کیونکہ ”ادروائز“ کے الفاظ اتنے ویگ (Vague) ہیں کہ وہ اس کلازمیٰ اچھی طرح بیٹھ نہیں سکتے۔ میں نے اس کو ڈیلیٹ (Delete) کر کے اس کی بجائے یہ رکھا ہے کہ یا اور کوئی قانون کی رو سے آفیسر انچارج پرنس کی کسٹوڈی میں جائے۔ ”انڈر دس ایکٹ آر ادروائز“ (Under this Act, or otherwise) کے الفاظ یہ ٹھیک نہیں ہیں۔

ڈیپٹی ہوم مینسٹر (شری. شریनिवास राव अखेलीकर) :—سپیکر سر، یہاں جو ’अदर-वाजिज’ (Otherwise) لفظ رکھا گیا ہے وہ سॉच समझकर ही रखा गया है। ’अनी अदर अिनेक्टमेंट’ (Any other enactment) केअल्फाज रखें जायें तो अुससे अेक लिमिट हो जाती है। बाज वक्त अैसा होता है कि अिनेक्टमेंट करने का मौका ही नहीं रहता। असेंल्ली जब चालू नहीं रहती अुस वक्त आडिनन्स नाफिज होता है। अुस वक्त आडिनन्स को अिनेक्टमेंट कहना या नहीं यह अेक कान्ट्रोवर्सियल (Controversial) सवाल है। अिस कान्ट्रोवर्सि को दूर करने के लिये ’अदरवाजिज’ लफज अिस्ते-माल किया गया है। अिसका लिहाज रखते हुअे ’अनी अदर अिनेक्टमेंट’ के अल्फाज रखकर अुसके स्कोप (Scope) को लिमिट करेंगे तो बहुत दिक्कत होगी। Any other enactment ये अल्फाज कॉम्प्रीहेन्सिव (Comprehensive) नहीं हैं। जो लफज यहां रखा गया है वह सॉच समझकर सही तौर पर ही रखा गया है। अिसलिये में समझता हूं कि आनरेबल मेंबर अपनी अमेंडमेंट वापिस ले लेंगे।

Mr. Speaker : The question is :

“That in line 3, for ‘otherwise’, substitute ‘any other enactment in force’.”

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“That clause 3 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 3 was added to the Bill.

Clause 4 to 9

Mr. Speaker : There are no amendments to Clauses 4 to 9. I shall put them to vote. The question is :

“That clauses 4 to 9 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clauses 4 to 9 were added to the Bill.

Clause 10

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“(a) Omit lines 6 to 9.

(b) That after line 13 :

add “ Provided that such removal is for any of the purposes mentioned below :

(a) for the medical treatment of the prisoner ;

(b) for the training of the prisoner in any of the Jail Industries.”

Mr. Speaker : Amendment moved.

There is another amendment in the supplementary list.

Shri Srinivas Rao Ekheliker : The copy of the amendment has not been supplied to us.

Mr. Speaker : It has been supplied to all Members.

Shri Srinivas Rao Ekheliker : At least, it has not been supplied to me.

(A copy was handed over to *Shri Ekheliker*).

Shri K. Venkatrama Rao : I beg to move :

“ That after the clause, add the following proviso :

“ Provided that no provision for the removal of any prisoner shall be made to a prison situated in a linguistic area other than to which the prisoner belongs.”

Mr. Speaker : Amendment moved :

شری کے - انت ریڈی :- کلاز ۱ قیدیوں کو ہراس (Harass) کرنے
اور ان پر نت نئے الزامات لگا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے اور انکی شرارت جن

معنوں میں کہ حکومت سمجھتی ہے اس شرارت کو کم کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ یہ ان لوگوں کا آئے دن کا تجربہ ہے جو جیلوں میں کچھ دن گزارے ہیں کہ معمولی معمولی بات پر ایک جیل سے دوسری جیل میں انہیں منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دوسرے قیدیوں کو بغاوت کرنے پر اکسایا ہے۔ مجھے اکثر جگہوں سے یہ اطلاعاتیں بھی ملی ہیں کہ بعض ڈیٹینوز (Detenues) کو یہ کہہ کر کہ وہ دوسرے قیدیوں کو پولیٹیکل ٹریننگ دیتے ہیں۔ یہ ڈینجرس (Dangerous) ہیں اور انکی وجہ سے امن میں خلل ہوگا اس اندیشہ سے بھی انکو وہاں سے ٹرانسفر (Transfer) کیا جاتا ہے (Under sentence of death or transportation for life) انکو چھوڑ کر دو چیزیں ہیں۔ ایک تو (In default of payment of fine) اگر وہ نائن ادا نہ کرتے تو لازمی طور پر قید کی سزا بھگتے گا ایسے شخص کو منتقل کرتے ہیں تو وہ بہت ڈینجرس ہوتا ہے۔ اسی طرح (In default of giving security for keeping the peace) یہ بھی ان پر لاگو کیا جا رہا ہے۔ ان آخری دو اجزاء سے مجھے اختلاف ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا ان مقاصد کے لئے قیدیوں کو منتقل کرنے کی کوشش کی جائیگی اور انکو ہراس (Harass) کیا جائیگا۔ ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل کرنے کے لئے کوئی سبب ہونا چاہئے۔ آپ نے بل میں کہا ہے کہ گورنمنٹ کو منتقل کرنے کا اختیار ہے لیکن وہ کونسی وجوہات کی بناء پر منتقل کئے جائیں گے اور وجوہات کا اس میں ہونا ضروری ہے اسلئے میں نے اپنے امینڈمنٹ کے ذریعہ کہا ہے کہ ان دو صورتوں کے سوا بقایا صورتوں میں منتقلی نہ ہونی چاہئے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ بیمار ہے اور اگر دوسری جیل میں طبی سہولتیں حاصل ہو سکتی ہیں تو اسکو وہاں منتقل کرنا چاہئے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر ایک جیل میں وہ زیادہ سزا بھگت رہا ہے۔ وہاں اسکو بیکار پڑے رہنے کے سوا انڈسٹری سیکھنے کے مواقع نہیں ہیں تو ایک اچھا شہری بنانے کے لئے اسکو کسی اور جیل میں منتقل کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ کوئی نہ کوئی صنعت سیکھ لے۔ اسلئے میں نے یہ سب کلازس ترمیم اے اور بی کے قیدیوں کو طبی امداد حاصل ہونے یا جیل انڈسٹری سے کسی انڈسٹری کی تربیت دینے کے لئے پیش کی ہے امید ہے کہ آنریبل ممبر اسکو قبول کریں گے۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چناکنڈور) :- اس سے قبل ایک امینڈمنٹ پیش کیا گیا ہے اس میں بعض قیود یہ عائد کئے گئے ہیں کہ جہاں کہیں ایک محبس سے دوسرے محبس میں منتقل کرنے کا سوال آتا ہے تو وہ باوجہ ہو بلا وجہ نہ ہو۔ بصورت دیگر قیدیوں کو منتقل نہ کیا جائے۔ اس ترمیم کی تائید کرتے ہوئے میں اپنی ترمیم کے ذریعہ سے ایک مزید قید یہ عائد کرنا چاہتا ہوں کہ اسکو ایسی جگہ نہ منتقل کیا جائے جہاں اسکی مادری زبان نہ بولی جاتی ہو۔ آئے دن یہ تجربہ رہا ہے کہ نلگنڈہ میں رہنے والے اشخاص کو اورنگ آباد۔ جالندہ اور گلبرگہ منتقل کیا جاتا ہے اور ایسے اشخاص جو اورنگ آباد یا گلبرگہ کے رہنے والے ہیں انہیں حیدرآباد یا ونگل میں منتقل کیا

جاتا ہے۔ یہ نہونا چاہئے۔ منتقلی کے معاملہ میں محبس کے عہدہ داروں کو اختیار ہوتا ہے۔ چاہے وہ سیاسی قیدی ہو یا غیر سیاسی قیدی جیل کے قانون کے مطابق جو بھی سہولتیں ملنی چاہئیں وہ انکا مطالبہ کرتے ہیں یا ان پر بجا طور پر عمل کرنے کے لئے مطالبہ کرتے ہیں تو لازمی طور پر جیل کے ہر عہدہ داروں کی لینگویج میں انکی ڈکشنری کے لحاظ سے وہ شریرو کی تعریف میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ اس شریرو کو انتقامی جذبہ کے تحت منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں یہ شرط عائد کرنا چاہتا ہوں کہ مرہٹواڑہ کے اشخاص کو تلنگانہ میں اور تلنگانہ کے اشخاص کو مرہٹواڑہ میں منتقل نہ کیا جائے بلکہ وہ جس علاقے کا قیدی ہے اسکو وہیں رکھا جائے کیونکہ جب کسی قیدی کو محبوس رکھتے ہیں تو جو جذبہ کار فرما ہونا چاہئے وہ صرف یہ ہو کہ اس قیدی کی حالت کو سدھاریں۔ اس کے علاوہ اسکو اپنے سکوتی مقام سے دور بھیجنے کی وجہ سے ملاقات کی جو سہولتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ اپنے ڈفنس (Defence) وغیرہ کے لئے جو سہولتیں حاصل کر سکتا ہے اُن سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اپنی ترمیم کے ذریعہ سے یہ سبھاؤ رکھا ہے کہ کسی شخص کو اس کے ریجن (Region) سے باہر نہ بھیجا جائے۔ یہ ایک معمولی سی ترمیم ہے میں امید کرتا ہوں کہ تمہیں انچارج آف دی پل اسکو قبول کرینگے۔

شری. श्रीनिवास राव अखेलीकर:—अध्यक्ष महोदय, जिन मمبرों ने अबतक तकरीरें फरमायी हैं, उन्होंने दोही चीजों पर जोर दिया है। एक अंतराज तो यह किया गया कि जेल से जो भी शख्स दूसरे जेलों में भेजा जाता है वह अितकामी जजबे के तहत भेजा जाता है। लेकिन यह सही नहीं है। अितकामी जजबे के तहत किसी को एक जगह से दूसरी जगह नहीं भेजा जाता है। मैं कहना चाहता हूं कि आज जो हालत जेलों की है वह पुराने जमाने में नहीं थी। अब जेलों की तरफ देखने का नुकतेनजर ही बदल गया है। अब वहां पर किसी अितकामी जजबे के तहत लोगों को नहीं रखा जाता है। आपको अब दूसरी निगाह से जेलों की तरफ देखने की जरूरत है। आजकल जो लोग जेलों में हैं और आज के जो जेल हैं उनका रूप ही अब पलट गया है। और उसकी तरफ देखने का दृष्टिकोण ही अब बदल गया है। अब वे पुराने जेल नहीं बल्कि कलेक्शन होम (Correction home) होगया है। आज जेलों में जो रहते हैं उन्हें अच्छे और सले आदमी बनाने की कोशीश की जाती है और जो अनपढ़ हैं उन्हें तालिम भी दी जाती है। आज कितने ही जेलों से लोग प्रथमा, मध्यमा और उत्तमा की परीक्षा के लिये बैठ रहे हैं। इसके अलावा आज जेलों में कमी तरेह की डिस्टिन्ज चलायी जाती है। आज जेलों का अद्देश्य कोजी अितकामी जजबे का नहीं होता है लेकिन जो लोग कुछ गुनाह करते हैं उन्हें अच्छे शहरी बनाने की कोशीश आज वहां की जाती है। इस लिये अितकामी जजबे के तहत उन्हें मुत्तकिल किया जाता है। वैसे कहना सही नहीं है।

दूसरा अित्तेदलाल यह किया गया कि जेल से जब मुत्तकीली की जाती है तो वह संहज तकलीफ देने के लिये की जाती है, लेकिन यह कहना सही नहीं है। बाज वक्त जेलों में ज्यादा भीड़ हो जाती है और जब जेल ज्यादा कंजस्टेड (Conjused) होजाते हैं, तो वहां से कुछ

कैदियों को दूसरे स्थान पर भेजना लाजमी होता है। अब आप ही बताविये कि अगर जिस तरह जेल कंजस्टेड होते हैं तो लोगों को वहां से दूसरी जगह मुंतकिल किया जाय या उन्हें वहीं रखा जाय? हर वक्त मुंतकीली ज्यादा कष्ट देने के लिये ही की जाती है यह अंतराज ठीक नहीं है।

जो तरमीमें ऑनरेबल मॅबर्स की तरफ से दी गयी हैं उनके जवाबमें मैंने दो वजुहात बयान किये हैं। कभी मर्तबा ऐसा होता है कि हालात के लिहाज से उन्हें अलग रखना जरूरी होता है। अित-कामी जजबे के तहत ऐसा नहीं किया जाता। यदि किसी शक्स को कुछ ऐसी बीमारी है कि जिसकी वजह से उसे सबके साथ रखना ठीक न होगा तो सेहत की दृष्टी से उसे अलग रखना लाजमी हो जाता है। कुछ ऐसे मरीज होते हैं कि उनका अिलाज उस जेल में होना संभव नहीं होता तो ऐसी हालत में जहां उस तरह का अितेजाम हो वहां पर उन्हें भेजना पडता है।

दूसरी अेक बात यह भी है कि सब तरह के डिडस्ट्रीज अभी तक सभी जेलों में नहीं हैं, और अगर अेकाद कैदी किसी खास डिडस्ट्री में काम करना चाहता है और उसे सीखना चाहता है और वहां पर उसका अितजाम न हो तो उसे दूसरे जेल में मुंतकील करना पडता है, जहां उस तरह का अितेजाम हो।

दूसरी अेक बात यह भी कही गयी कि जब अेक जेल से दूसरे जेल में कैदी मुंतकिल किया जाता है तो जवान का लिहाज रखा जाय और मराठवाडे का कैदी है तो उसे मराठवाडे के ही जेल में मुंतकिल किया जाय, लेकिन आज जिस तरह नहीं किया जा सकता है, क्योंकि वहां पर सब तरह का अितजाम होगा ऐसी बात नहीं है। आज सब तरह की डिडस्ट्रीज सब जेलों में नहीं हैं। अगर अक कैदी किसी डिडस्ट्री का शिक्षण लेना चाहता है और वह यदि मराठवाडे में हो और यदि उस तरह की डिडस्ट्री मराठवाडे के जेलों में न हो तो उसे मराठवाडे में ही कैसे मुंतकिल किया जा सकता है? क्या आप उसे जिस तरह की सुविधा नहीं देना चाहते? महज जिस लिये की मराठवाडे के कैदी की मुंतकीली मराठवाडे में ही होनी चाहिये क्या उसे बंचित किया जाये? हम तो उसे जिस तरह शिक्षण देकर अच्छा शहरी बनाना चाहते हैं जो कि अमन पसंद हो और अपना कुछ काम करसके। हम तो जेल के कैदीयों को अच्छे और अमनपसंद शहरी बनाना चाहते हैं और उन्हें जिसके लिये शिक्षण देना चाहते हैं। जब यह जेल बनाये गये थे तब जिस तरह से लिंग्वेस्टिक बेसेस (Linguistic basis) पर विचार नहीं किया गया था। अज तक तो जेलों की तकसीम भाषावारी आधार पर नहीं हुयी है और आजका अॅडमिनिस्ट्रेशन भी भाषा के आधार पर नहीं बनाया गया है। मेरा ख्याल है कि जिस तरह से जबतक भाषावारी सूबे नहीं होते और अॅडमिनिस्ट्रेशन भी उस बेसेस पर नहीं होता तबतक जिस तरह की मांग करना कि कैदीयों को मुंतकील करते वक्त जवान के लिहाज से मुंतकिल किया जाय, यह कबलज वक्त होभा। जब जिस तरह सूबे का भाषावारी बटवारा होगा और भाषावारी अज तब जिस बात का लिहाज किया जा सकता है।

अेक बात यह भी है कि अगर कोजी अक आदमी बाकी सबको तकलीफ देता हो तो मुंतकिल करने की जरूरत होती है, नहीं तो उस अेक आदमी के कारण बाकी सारा माहिल सब हो जाता है। अगर अेक आदमी के कारण १०० आदमीयों का अजबल अितजाम हो तो उसे मुंतकिल करने में कोजी अंतराज नहीं होना चाहिये।

मृतकिलियों के बारे में जेल मैन्युअल में कुछ शरायत मुकर्रर किये गये हैं। वह आप उस जेल मैन्युअल में देख सकते हैं। जेल मैन्युअल की अक. कॉपी हायस के टेबल पर रख दी गयी है। आप ने जो तरमीमात लायी हैं, अन्हें मैं कबूल नहीं कर सकता, अस लिये अन्हें वापस लिया जाय तो ठीक होगा।

Mr. Speaker : The question is :

“(a) Omit lines 6 to 9.

(b) That after line 13 :

add “Provided that such removal is for any of the purposes mentioned below :

(a) for the medical treatment of the prisoner ;

(b) for the training of the prisoner in any of the said industries.”

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“After the clause, add the following proviso :

‘Provided that no provision for the removal of any prisoner shall be made to a prison situated in a linguistic area other than to which the prisoner belongs’.

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“That clause 10 stand part of the Bill.

The motion was adopted.

Clause 10 was added to the Bill.

Clause 11

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move :

“That for the portion beginning with ‘remand’ in line 16 and ending with ‘Hyderabad’ in line 18, substitute : “instead of remanding him to the prison, order him to be placed in any settlement established under the Hyderabad Habitual Offenders (Restriction and Settlement) Act, 1954”.

Mr. Speaker : Amendment moved.

شری کے - انٹ ریڈی :- اسپیکر سر - کلار (۱۱) میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی قیدی جو سزا بھگت رہا ہو اس پر دیوانگی یا پاگل پن آجائے تو اس کو منٹل ہاسپٹل (Mental Hospital) میں داخل کیا جائے گا اور وہاں اچھا ہو جانے کے بعد اس کو اپنی سزائے قید کی باقی مدت پورا کرنے کے بعد مکرر جیل خانہ بھیج دیا جائیگا۔ میں نے اس سلسلے میں امینڈمنٹ اس غرض سے پیش کیا ہے کہ اگر کوئی قیدی علاج کے بعد اچھا ہو جائے تو اسے مکرر جیل خانہ بھیجنے کی بجائے حیدرآباد ہیپیچول افنڈرس ایکٹ ۱۹۵۴ء کے تحت قائم کئے ہوئے سٹلمنٹس میں بھیج دینا چاہئے تاکہ وہاں وہ اپنی اس نئی زندگی میں ایک اچھا شہری بننے کی کوشش کر سکے - حکومت تو یہ چاہتی ہے کہ قیدیوں کو ستایا نہ جائے انہیں ممکنہ سہولتیں پیشہ سیکھنے اور دوسرے امور میں دی جائیں - ایسی صورت میں جب وہ پاگل پن کے دور سے نکل کر ایک سمجھدار انسان بن جاتا ہے تو اس کے بعد اس کو سٹلمنٹ میں رکھ کر ایک اچھا شہری بنایا جانا چاہئے - میں اسید کرتا ہوں کہ آنریبل منسٹر صاحب میری اس ترمیم کے مقصد سے اتفاق کرتے ہوئے اس کو قبول کریں گے -

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर :- अध्यक्ष महोदय, यह जो तरमीम पेश की गयी है, उसे कबूल करने में मुझे कोजी अजर नहीं होता, लेकिन यह जो कानून है उसमें यह तरमीम बैठती नहीं जिस लिये मैं उसे कबूल नहीं कर सकता। जो सेटलमेंट्स तैयार किये गये हैं वे हैदराबाद हॉबिच्युअल ऑफेंडर कानून के तहत किये गये हैं। लेकिन जो शक्स हॉबिच्युअल ऑफेंडर नहीं हैं और दिवाना होगया है तो—

شری کے - انٹ ریڈی :- آنریبل منسٹر کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس ایکٹ میں ایسے ملزمین کو بھی رکھنے کی گنجائش ہے جو ہیپیچول افنڈرس نہیں ہیں -

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर :- वह कोजी हॉबिच्युअल ऑफेंडर नहीं है तो उसे उस कानून के तहत तयार होने वाले सेटलमेंट्स में कैसे रखा जा सकता है? जो हॉबिच्युअल ऑफेंडर हैं उसे ही उसमें रखा जा सकता है।

شری کے - انٹ ریڈی :- میں نے کہا ہے کہ اس ایکٹ میں ہیپیچول افنڈر نہ ہونے پر بھی دوسرے دفعہ کے تحت سٹلمنٹ میں رکھ سکتے ہیں - اس میں کوئی اسر مانع نہیں ہے -

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर :- हॉबिच्युअल ऑफेंडर की तारीफ में वह कैसे आ सकता है? वह हॉबिच्युअल ऑफेंडर नहीं है और दिवाना होगया है तो उसे उस सेटलमेंट में कैसे रखा जा सकता है? हॉबिच्युअल ऑफेंडर अक्ट के जो प्रॉविजन्स (Provisions) हैं, उनमें यह नहीं है कि अगर कोजी शक्स दिवाना होता है तो उसे और हर दिवाने शक्स को जिस सेटलमेंट रखना चाहिये - जिस तरह करना कायदे के खिलाफ होगा जिसलिये यह अमेंडमेंट में कर सकता।

Mr. Speaker : The question is :

“ That for the portion beginning with ‘remand’ in line 16 and ending with ‘Hyderabad’ in line 18, substitute : “instead of remanding him to the prison, order him to be placed in any settlement established under the Hyderabad Habitual Offenders (Restriction and Settlement) Act 1954.”

The motion was negatived.

Mr. Speaker : The question is :

“ That clause 11 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 11 was added to the Bill.

Clauses 12 & 13

Mr. Speaker : The question is :

“ That clauses 12 and 13 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clauses 12 and 13 were added to the Bill.

Mr. Speaker : The question is :

“ That the Short title, Commencement and Preamble stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

The Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri Srinivas Rao Elkhelkar : I beg to move :

“ That L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad Prisoners Bill, 1954, be read a third time and passed.

Mr. Speaker : The question is :

“ That L. A. Bill No. XX of 1954, the Hyderabad Prisoners Bill, 1954, be read a third time and passed.

The motion was adopted.

Business of the House

مسٹر اسپیکر:— مجھے ایک اعلان کرنا ہے۔

L.A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and Factories Bill, 1954.

اور

L.A. Bill No. XXII of 1954, the Hyderabad Civil Courts Bill, 1954.

سے متعلق امینڈمنٹس ۶ ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء کو ۱۲ بجے تک پیش کئے جاسکتے ہیں اور

L.A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad City Police (Amendment) Bill, 1954.

اور

L.A. Bill No. XXIII of 1954, The Hyderabad Sales Tax (Amendment) Bill, 1954.

سے متعلق امینڈمنٹس ۷ - ستمبر ۱۹۵۴ء کو ۱۲ بجے تک پیش کئے جاسکتے ہیں -
اب ہم ریسس کے لئے الڃورن ہوتے ہیں -

The House then adjourned for recess till Half Past Five of the Clock.

The House re-assembled after recess at Half Past Five of the Clock.

[MR. DEPUTY SPEAKER IN THE CHAIR]

L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954.

Shri Srinivas Rao Ekkhelikar : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954 be read a first time.”

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

श्री. श्रीनिवासराय अखेलीकर:—मिस्टर स्पीकर, सर, प्रिजनर्स बिल को मूव्ह करने के वक्त मैने कहा था कि प्रिजनर्स बिल और प्रिजनर्स बिल पेश करने में करीब करीब एक ही मकसद है। चूंकि सन १९५१ के अप्रिल में दूसरे ताजिरी कवानीन पार्ट बी स्टेटस में लागू हुए और उनके तहत क्रिमिनल प्रोसीजर कोड वगैरों में दूसरे स्टेटस के मुताबिक अेकसानियत लाजी गयी। सजाओं में अेकसानियत लाजी गयी लेकिन उसके तरीके असल में अेकसानियत नहीं थी। जिस लिहाज से यह जरूरी था कि उसमें भी अेकसानियत पैदा की जाय। पार्ट बी स्टेट की हैसियत

से हम पीछे न रहें बल्कि पार्ट अ "स्टेट्स के बराबर कानून में और उनके अमल करने में हो जायें जिसलिये परसों प्रिजनर्स बिल पेश किया गया और आज उसका दूसरा हिस्सा प्रिजन्स बिल पेश किया जा रहा है। प्रिजन किसको कहा जायेगा, वहां जो लोग रखे जायेंगे वे कौन रखे जायेंगे, किस तरीके से रखे जायेंगे, उनके रहने का अन्तिमजाम किस तरीके से किया जायेगा, उनकी सिहत के मुतालक क्या खबर गिरी ली जायेगी, उनके काम करने के क्या तरीके हों और उनको वहां रखकर किस तरीके से उनके साथ अमल किया जायेगा, ये तमाम बातें हैं जिन पर प्रिजन्स बिल में गौर किया गया है। इस कानून को भी सन १९०० का कानून कहा जा सकता है, लेकिन ऐसा नहीं है। १९५२ तक के जितने भी तरमीमात सेंट्रल क्वान्तीन में और दूसरे स्टेट्स में इस कानून के तहत किये गये हैं उनका खयाल रखा गया है और यह मालूम कर लेने के बाद कि सन १९५३ और ५४ में कोअी तरमीम कही पर नहीं की गयी है इस कानून को तैयार करके पेश किया जा रहा है। वैसे हमारे पास १७ फसली का जाब्ता महबस था। और एक जेल मैन्यूअल भी नाफीज था। उसमें जो बहुत कुछ तरमीमात किये गये, उन सब तरमीमात को इस प्रिजन्स ऐक्ट के तहत एक जगह लाकर इसकी दफा ७ के तहत नया जेल मैन्यूअल रिवाजिज (Revise) कर के पेश करना है। इसके तहत भी जरूरी था कि एक ऐसा ऐक्ट किया जाय। इस लिहाज से भी यह बिल यहां पेश किया जा रहा है। जेलों में जो लोग रखे जाते हैं, उनको सख्ती से ही सुधारा जा सकता है, सख्ती करने से ही अन्सान सुधर सकता है, यह जो पुराना खयाल था वह आज बदल गया है और आज उस पुराने खयाल को कानून से बदला जा रहा है। पुराने जेल मैन्यूअल में तरमीमात करके आज जेलों में अमल किया जा रहा है, और कैदियों को उनकी जिंदगी में बहुत सी सहुलतें मुहैया की गयी हैं। यह भी एक खयाल है कि जेलों में कैदियों को पुरअमन शहरी बनाना है, उनको काम-धंधों में लगाना है, उनको तालीमयाप्ता बनाना है और इस लिहाज से उनकी जरूरियात का भी खयाल करना है। उनको वहां अन्तेकामी जजबात के तहत नहीं रखा गया है। बल्कि उनमें अन्सानियत पैदा करने, और सुधार करने के खयाल से रखा जा रहा है और इस लिहाज से बहुत सी सहुलतें वहां पर मुहैया की गयी हैं। इस तरह से जो चीजें अमल में लायी गयी हैं उनको एक जगह देखने में थोड़ी सी दिक्कत थी। वह इस वजह से कि अब तक कोअी मुकम्मिल कानून नहीं था और अलग अलग तौर पर समय समय पर गवर्नमेंट के आर्डर्स पर ये सारी चीजें की गयी हैं। यह एक नया कानून लाकर उन तमाम क्वायद को एक जगह लाकर पेश करना है ताकि यह मालूम हो जाय कि हकीकत में क्या तबदीली हो गयी है, और किस तरह आज उनको जेलों में रखा जाता है। दस साल के पहले कैदी किस तरीके से रखे जाते थे और आज किस तरीके से रखे जाते हैं, उनको क्या सहुलतें दी जा रही हैं, उनके लिये तालीम का क्या अन्तिमजाम है, किस तरह से जरूरत पडने पर उनको रिहा किया जाता है, यह सब मालूम होना चाहिये। बाज वक्त किसी कैदी को जिसको २० साल की भी सजा हो यह मालूम होने पर कि हकीकत में उसने अमल से साबित किया है कि आयंदा वह अपनी जिंदगी काफी अच्छे दर्जे से और अच्छे तरीके से बसर करेगा कन्वलजवक्त भी रिहा किया जाता है। अिन तमाम चीजों को एक जगह बताने के लिये यह बिल पेश करने की जरूरत थी। मैं अुम्मीद करता हूं कि इस बिल के फर्स्ट रीडिंग को पास किया जायेगा।

* شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :- مسٹر اسپیکر سر۔ جو قانون آج ہاؤز کے سامنے لایا گیا ہے اس کے متعلق ہاؤز کا خیال تھا کہ یہ قانون بالکل حکومت حیدرآباد کا اختیاری قانون ہے۔ ممبر انچارج آف دی بل نے اس قانون کو ہاؤز کے سامنے کچھ اس طرح سے پیش کیا جس سے یہ معلوم ہو کہ اس قانون کے ذریعہ جیلوں کو جنت میں تبدیل کر دیا جائے گا اور پرنسز (Prisoners) اوس میں ڈالے جائیں گے۔ کل بھی کچھ اس قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس بل کو دیکھنے کے بعد مجھے یہ محسوس ہوا کہ اس قسم کے الفاظ بے محل و بے موقع ہیں۔ آج جو بل پیش کیا گیا ہے بالکل اوس ایکٹ کی نقل ہے جو انگریزوں کے سامراجی دور میں نافذ تھا۔ یہ قانون اوس قانون کے لفظ بہ لفظ نقل ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ”کاما“ (Comma) اور ”ہیفن“ (Hyphen) تو بھی تبدیل نہیں کیا گیا ہے۔ بالکل وہی ہے جو بیرو کریٹک مشنری (Bureaucratic machinery) کے زمانے میں تھا۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جیل کے حالات تو تبدیل کرنے کا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف آپ بلکہ مرکزی حکومت نے سنہ ۱۹۰۰ یا سنہ ۱۸۹۴ء کے ایکٹ میں کیا نوٹی ترسیم کی ہے؟ اگر میں پنڈت نہرو کے وہ الفاظ جو انہوں نے اپنی تحریر میں لکھے تھے ہاؤز کے سامنے رکھوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اوس کا جواب نہ ہاؤز دے سکے گا اور نہ حکومت ہند اس موقف میں ہوگی کہ اس کا جواب دے۔ آج ہم محسوس کرتے ہیں کہ وہی قانون موجود ہے اور ہمارے ساتھیوں کو اس کا تجربہ ہے کہ اوس کے جو انتہائی نتائج ہوسکتے ہیں، بھگت رہے ہیں اور بھگت چکے ہیں۔ چنانچہ اب بھی صدہا ایسے لوگ جیلوں میں ہیں جن سے ملنے کی حد تک اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ اور وہ دقتیں محسوس کر رہے ہیں اور اون کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اوس دور کے بدل جانے کے بعد اس قانون میں ترسیم کیوں نہیں کی گئی۔ تو کیا حکومت حیدرآباد ایک قدم آگے بڑھ کر اے اسٹیٹ سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے یہ قانون لا رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جو دوسرے اصلاحی قوانین ہیں اون کی مطابقت کا سوال کیوں نہیں لایا جاتا۔ لیکن سزا اور جزا کے قوانین میں آپ کے جذبات اور خیالات کچھ اور طریقہ سے کام کرتے ہیں۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ ہم خود اس قانون سے مطمئن نہیں ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ قانون ہماری حکومت کے منشا کی تکمیل نہیں کرتا ہم مجبور ہیں کہ سنٹرل گورنمنٹ کے کہنے کی بناء پر یہ قانون یہاں بنائیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں تسلیم کر لیتا۔ لیکن یہ بات نہیں بلکہ اس قانون کو یہاں پیش کرنے کا کریڈٹ (Credit) آپ خود حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ یہ قانون آپ کے لئے باعث ملامت ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ جو قانون ہم لا رہے ہیں وہ جمہوری قانون پر مبنی ہے اور جیلوں میں اصلاح کی غرض سے لا رہے ہیں۔ اگر آنریبل ممبرس آف دی ہاؤز اس کو صحیح سمجھتے ہیں تو میں کہوں گا کہ یہ دھوکا ہے یہ مغالطہ ہے۔ یہ وہی قانون ہے جو انگریزوں نے اپنے زمانے میں سنہ ۱۸۹۴ء میں اور پھر سنہ ۱۹۰۰ء

میں بنایا تھا۔ ہم نے یہ سمجھا تھا کہ محابس اور جیلوں میں اصلاح کے متعلق جو گشتیاں اور احکام مدون کئے گئے تھے اور کو بھی اس قانون میں ملحوظ رکھا گیا ہوگا لیکن میں اس قانون کے دفعات کے حوالہ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی جدید چیز یا کوئی ترمیم یہاں نہیں لائی جا رہی ہے۔ بلکہ یہ بالکل وہی قانون ہے جو انگریزوں کے زمانہ میں بنایا گیا تھا۔ اور جو آج بھارت کے لئے شایان شان بن چکا ہے اتنا عرض کرنے کے بعد میں ہاؤز کی توجہ اس بل کے چند اہم دفعات کی طرف مبذول کراؤں گا۔ یہاں پر پرنسز کی کیٹیگریز (Categories) کی گئی ہیں۔ یعنی سیول پرنسز کنوکٹڈ کرمینل پرنسز (Convicted criminal Prisoner) اور کرمینل پرنسز۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کے زمانہ کے جو پولیٹیکل پرنسز (Political Prisoners) ہیں اور ان کا درجہ اس قانون کے تحت کیا ہوگا۔ اور ان کا مرتبہ کیا ہوگا۔ اور ان کے لئے بھی حکومت نے کیا آسائشیں مقرر کی ہیں وہ آپ کے اس شایان شان قانون میں نہیں ہے۔ کوئی دفعہ یا چیپٹر اس قانون کا اس سلسلہ میں ایسا نہیں جو مجھے ممبر انچارج آف دی بل بتا سکیں اور میں اور ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔

ایک چیز اور ہے کہ جن لوگوں کو عام اصطلاح میں پرنسز کہا جاتا ہے خواہ وہ سیول پرنسز ہوں یا کرمینل پرنسز ہوں تاوقتیکہ کسی عدالت سے اور کو سزا نہ ہو قانون فوجداری کی رو سے وہ بے گناہ تصور کئے جاتے ہیں۔ مگر اس قانون میں ایسی کوئی اصطلاح نہیں ہے۔ سیول پرنسز تو وہ ہوگا جو قانون دیوانی کی رو سے گنہگار ہو۔ کرمینل پرنسز وہ ہوگا جو قانون فوجداری کی رو سے گنہگار ہو۔ یہ وہی تعریفات ہیں جو پہلے سے چلی آرہی ہیں۔ پولیٹیکل پرنسز کے لئے کوئی اچھی اور واضح قسم کی تعریف۔ اوسکو کیا کیا آسائشیں ملینگی اور اوسکو اس قانون کے تحت کیا کیا حقوق دئے جائیں گے ہم کو اس قانون میں کہیں نظر نہیں آتے۔ اس لئے وہ پولیٹیکل پرنسز کیا کرمینل پرنسز کی تعریف میں آئیگا یا سیول پرنسز کی تعریف میں آئیگا۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ وہ کرمینل یا سیول پرنسز کی تعریف میں آسکتا ہو۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ اس قانون کے بعض حصے اس امر سے متعلق ہیں کہ محابس کے انتظامات کون کونسے آفیسرز کریں گے۔ اور ان کے کیا کیا فرائض ہونگے اور پر کیا کیا ذمہ داریاں رہیں گی۔ ملزمین سے ملاقات کرنے والوں پر کیا کیا پابندیاں اور قیود عائد ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میں ممبر انچارج آف دی بل سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ملزمین کے کام کے کیا اوقات رہیں گے۔ اور ان سے کس قسم کا کام لیا جائیگا۔ اور ان کو کتنا معاوضہ دیا جائیگا۔ کیا وہی معاوضہ دیا جائیگا جو باہر عام طور پر مزدوروں کو دیا جاتا ہے۔ اور ان کی بیماری اور ان کے آرام کے بارے میں کونسے دفعات اس بل میں رکھے گئے ہیں۔ جو سیول رائٹس باہر کے شہری کو ہوتے ہیں وہ اور قیدیوں کو دینے کی کیا تھوڑی بہت کوشش آپ نے کی ہے۔ اور قیدیوں سے اور ان کے رشتہ دار یا لیگل اڈوائزر جب ملاقات کے لئے آئیں گے تو کونسی مراعات اور سہولتیں

اون نو جہم پہنچانے کی کوشش آپ نے کی ہے۔ یہ تو بالکل وہی پرانا قانون ہے جو دو صدی سے چلا آ رہا ہے۔ جس کے متعلق ہمارے دلوں میں ایک نفرت پیدا ہو چکی تھی اور ہی قانون کے الفاظ کو آپ نے یہاں رکھا ہے اور پھر یہ کہنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حکومت نے اپنے طور پر یہ قانون لانے کا کریڈٹ حاصل کیا ہے۔ میر اس قانون کو چیپٹر بائی چیپٹر (Chapter by chapter) ہافز کے سامنے رکھ کر بحث کروں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اس قانون کا دوسرا چیپٹر ”مینٹیننس اینڈ آفیسرس آف پرنس (Maintenance and Officers of Prisons) کے متعلق ہے۔ تیسرا چیپٹر ڈیوٹیز آف آفیسرس جنرلی (Duties of Officers generally) کے متعلق ہے۔ کلاز (۱۱) سپرنٹنڈنٹ سے متعلق ہے۔ کلاز (۱۲) میڈیکل آفیسر سے متعلق ہے۔ جسکی طرف میں بعد میں اشارہ کروں گا کہ میڈیکل آفیسر اور اوسکی ذمہ داریوں کے متعلق جو حکم مدون کیا گیا ہے وہ اس حد تک سوزوں سمجھا جاسکتا ہے۔ کلاز (۲۱) سب آرڈینیٹ آفیسرس (Subordinate Officers) کے بارے میں ہے۔ چیپٹر نمبر (۳) اڈمیشن - ریمول - اینڈ ڈسچارج آف پرنس (Admission, Removal and discharge of Prisoners) کے متعلق ہے۔ چیپٹر (۵) ڈسپلن آف پرنس (Discipline of Prisoners) سے متعلق ہے۔ چیپٹر (۶) بڈ - کلوٹھنگ اینڈ فوڈ (Bed, clothing and Food) وغیرہ کے متعلق ہے اس کے متعلق میں آنریبل ممبر انچارج آف دی بل کی توجہ مبذول کراتے ہوئے یہ کہوں گا کہ جیل میں جو سز سب رہتے ہیں خواہ وہ سیول ہوں یا کمرنل اگر وہ اپنا بستر اپنے ذاتی خرچے سے صاف ستھرا رکھنا چاہتے ہیں تو کیا ان کو اس بات کا حق نہیں دیا جاسکتا؟ آپ کہتے ہیں کہ اوس کے متعلق اجازت لینا ضروری ہوگا۔ خیر میں یہاں تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن اتنا عرض کروں گا کہ جو حقوق سیول پرنس کو دے رہے ہیں یا جو لنونڈڈ پرنس کو دے رہے ہیں وہ کافی نہیں ہیں۔ جو حقوق آسائش باہر کے ایک عام تنہری نو حاصل ہیں وہ ان کو بھی زیادہ سے زیادہ مہیا کرنا چاہئے۔ لیکن اس دفعہ میں ایسا کوئی پروایژن نہیں رکھا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ جو اس کے لئے جنت بنانا چاہتے ہیں کیوں ایسی چیزیں نہیں رکھے۔ اوس کی اخلاقی ترقی اور شہری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے جو ماحول جیل میں ہونا چاہئے وہ آپ پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ اوسکو بلند اخلاق کے ساتھ جیل سے باہر آنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ دفعات ۳۱ اور ۳۲ میں آپ نے نہیں رکھی ہیں کہ واقعی طور پر اوسکے اخلاق اور کردار اور اوسکے خیالات بلند ہو سکیں۔ آپ کے اوس سل (cell) یا آپکی جیل کی چار دیواری میں بیٹھ کر وہ اپنی حالت کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ پنڈت نہرو نے اس سلسلہ میں کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کو یہاں تو کوٹ (Quote) نہیں کروں گا بلکہ کسی اور موقع پر نوٹ کروں گا کہ انہوں نے جیلوں کے متعلق خود اپنے تجربہ کی بناء پر کن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ انتقامی جذبہ کی خاطر ملزمین کے لئے جیل بنائی جاتی ہے وہی انتقامی جذبہ کے تحت آپ یہ قانون لا رہے ہیں۔ اگر

کوئی سیول پرنسز یا انکنوکلڈ پرنسز (Unconvicted prisoner) خود اپنے ذاتی خرچہ سے صاف ستھرا بستر یا ضروریات زندگی کی چیزیں گھر سے لانا چاہتا ہے تو برابر اوسکو یہ حق دیا جانا چاہئے۔ ممکن ہے اوس طرف کے آنریبل ممبرس یہ کہیں کہ ہم اوس کے لئے رولس بھی بنائینگے۔ میں اوس سلسلہ میں یہ عرض کرونگا کہ آج کل جس طرح رولس بنائے جاتے ہیں محبس وغیرہ کے بارے میں وہ قابل اعتراض ہیں۔ ہم نے اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ عرض کیا ہے کہ ایسے رولس اسمبلی کے سامنے لائے جانے چاہئیں۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دیجاتی۔ اس قانون میں بھی اس کے متعلق کوئی پروویژن نہیں ہے۔ آپ کیا مراعات دینگے اون کا شائبہ تک بھی اس قانون میں نہیں ہے۔ اس لئے یہ تصور کرنا کہ جو رولس اس سلسلہ میں بنینگے وہ بہترین قسم کے ہونگے درست نہیں۔ وہ رولس اس بل کے اسکوپ (Scope) سے باہر نہیں بن سکتے۔ اس قانون کے دفعات کے حدود میں ہی بنائے جائینگے۔ دفعہ (۳۵) میں پرنسز سے کام لینے کے متعلق بتایا گیا ہے۔ اوس میں یہ کہا گیا ہے کہ قیدیوں سے ۹ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جائیگا۔ میں کہوںگا کہ دنیا کے کسی قانون کے تحت بھی عام مزدور سے (۸) گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جاسکتا لیکن اون ملزمین سے جو آپ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اون سے آپ ۹ گھنٹے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور پھر اوس کام کا معاوضہ ایک پائی بھی آپ اون کو نہیں دیں گے۔ فیکٹریز کے لیبرس کے لئے تو صرف چھ یا آٹھ گھنٹے کام کرنے کی اجازت ہے لیکن ان قیدیوں کے لئے جنہیں اون کے خیالات کی اصلاح کرنے کے لئے کچھ عرصہ کے لئے جیل میں رکھا جاتا ہے اون سے زیادہ کام لیا جاتا ہے حالانکہ وہ کام نامینل (Nominal) لیا جانا چاہیئے۔ جو کہ دو تین گھنٹے سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر ملزمین کے حق میں یہ کس طرح فائدہ مند اور صحت بخش قانون ثابت ہوسکے گا۔ غرض کہ اس قانون کے پورے دفعات ایک نمائش گاہ معلوم ہوتے ہیں۔ دفعہ (۴۰) جو وٹس ٹو پرنسز (Visits to Prisoners) سے متعلق ہے اوس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ سیول یا انکنوکلڈ پرنسز سے اون کے لیگل اڈوائسز یا اور کوئی ملاقات کے لئے آئینگے تو اوس وقت وہاں اور کوئی موجود نہیں رہیگا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کے زمانہ میں پرنسز کے متعلق کیا تصور ہونا چاہیئے۔ اون کو زیادہ آرام پہنچانے کے لئے کیا کیا مراعات دیجانی چاہئیں وہ اس میں نہیں ہیں۔ آپ سیول انکنوکلڈ پرنسز کے لئے کوئی رعایت نہیں دے رہے ہیں۔ تجربہ یہ ہے کہ جو لوگ قیدیوں سے ملنے جاتے ہیں وہاں یہ حال رہتا ہے کہ قیدی تو آہنی سلاخوں کے پیچھے کھڑے رہتے ہیں اور اس طرف اون کے بیوی بچے وغیرہ ہوتے ہیں۔ اوس وقت سی۔ آئی۔ ڈی کا آدمی بھی موجود رہتا ہے۔ ایسے حالات میں وہ کس طرح اپنی خانگی گفتگو کر سکتے ہیں۔ اخلاقی طور پر یہ بات کس حد تک موزوں اور مناسب سمجھی جاسکتی ہے آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ دفعہ (۴۰) کے تحت ملزمین کو بہ اجازت لوگوں سے ملنے کی آزادی دی گئی ہے لیکن وہ مکمل آزادی نہیں ہے۔ بلکہ وہاں یہ رکھا گیا ہے کہ جب

لیگل اڈوائزر اُن سے ملتے کے لئے آئیں تو اُن کے سوا کوئی دوسرا شخص موجود نہ رہنا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ قانون جمہوریت کے اغراض و مقاصد کے منافی ہے۔ یہی تصور اور ذہنیت سابقہ حکومت کی تھی۔ میں صاف طور پر یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس قانون کے بعض دفعات یعنی (۲۸) (۳۸) اور (۵۴) وغیرہ ناموزوں دفعات ہیں۔ (۵۴) تو ایک خاص دفعہ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے۔

54 (1) No punishment of whipping shall be inflicted in instalments or except in the presence of the Superintendent and Medical Officer or his Subordinate.

(2) Whipping shall be inflicted with a light ratan and not less than half an inch in diameter on the buttocks, and in case of prisoners under the age of sixteen it shall be inflicted in the wap of school discipline, with a lighter ratan.

میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جیلوں میں اصلاحی تصور سے کام لیا جانا چاہیئے۔ قیدیوں کو ذمہ دار شہری بنانا چاہیئے۔ اُن کے اخلاق درست کرنے کی باتیں سکھانی چاہئیں۔ لیکن آپ نے جو سزائیں مقرر کی ہیں اُن میں اور پہلے کی سزائوں میں کونسا فرق ہے۔ ان چند ریمارکس کے ساتھ میں آنریبل ممبر سے اپیل کروں گا کہ فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر اس قدر چیزیں عرض کرنا اس قانون کے خدوخال کے واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ سکندریڈنگ کے موقع پر جو امینڈمنٹ آئینگے اُن پر کافی غور کرنا مناسب ہوگا۔ اگر آپ واقعی طور پر اس قانون کو ایک اصلاحی قانون کا نام دینا چاہتے ہیں اور قیدیوں کے لئے جنت بنا نا چاہتے تو اُن امینڈمنٹس کو قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ قانون جو میں سمجھتا ہوں کہ اسٹیٹ سبجیکٹ (State subject) ہے دوسروں کے لئے اچھی نظیر ثابت ہوگا۔

* شری. ک. رامچంద్ర رెడ్డి (రామన్నపేట):— అధ్యక్ష మహాశయ,

ఏదైతే చేఅసాల గురించిన బిల్లు, ఇక్కడ ప్రవేశ పెట్టబడిందో నానిని గురించి యిప్పుడే ఇక్కడ గౌరవనీయ సభ్యులు వివరంగా చెప్పారు. నేనుకూడా కొన్ని విషయాలు, —నా అనుభవంలో వున్నవాటిని, చూస్తున్నవాటిని చెప్పదలచాను. ఈ అసెంబ్లీ ముందు, ఏదైనా జైల్లు సంస్కరణల గురించి చట్టం తేబడకుండానే మేము ఆగిరిగాను కౌన్సిలరు మంత్రిగారు ఏమని సలహాచేరంటే ౧౯౦౦ ఈస్టిలో చేసిన చట్టానికి కొద్దిగా సవరణ చేసి ఇప్పుడు ప్రవేశపెట్టామని చెప్పారు. ప్రజా ప్రభుత్వం అని అనుకుంటున్న ఈ కౌన్సిలరు ప్రభుత్వం ౧౯౦౦ ఈస్టిలోని చట్టాన్ని గాక వాస్తవంగా ఈనాటి పరిస్థితులను, ప్రజాస్వామిక పరిపాలనను దృష్టిలో పెట్టుకొని చేస్తే బాగుంటుందో అలా కాకుండా పాత చట్టానికి స్వల్పమైన సవరణలు చేసి ఇప్పుడు ప్రవేశ పెట్టారు. జైల్లకు పోతున్న వారి పరిస్థితులు చూస్తే ముందు విధాలుగా వున్నాయి. మరాట్వాడా, తెలంగాణా లోవల చూస్తే అర్థిక ఇబ్బందులవల్ల తిండి గడవక దొంగ తనాలు చేసి శిక్షించబడేవారు ఒకరకం. (౨) మేము మరాట్వాడా గుల్బర్గా, జైల్లలో చూశాం,

నూటికి ౭౦, ౮౦ మంది ఖైదీలు ఏమి చెప్పారంటే, భూసమస్యలగురించి పోరాడి వచ్చేమన్నాడు. భూములగురించి వారేయొక్క న్యాయమైన హక్కులకొరకు, జమిందార్లకు వ్యతిరేకంగా పోరాడి హత్యలుచేసి ఆ విధంగా జైలుకు వచ్చారు. ఇక మిగిలినవారు సహజంగా దొంగతనం అలవాటుండి అది ఒక హాబిట్ అయి దొంగతనంచేసి శిక్షించబడ్డవారున్నారు. ఈ విధంగా మూడురకాల పరిస్థితులలో జైలుకువచ్చినవారున్నారు. వాళ్ళ పర్సంటేజీ చూస్తే భూములకొరకు, న్యాయమైన హక్కులకొరకు జమిందార్లకు వ్యతిరేకంగా పోరాడి హత్యలుచేసి వచ్చినవారు ఎక్కువ సంఖ్యలో వున్నారు. వాస్తవానికి ఈ విధంగా వుండే వాళ్ళను ఎలా చూడాలి? ఇది వరకుండిన పూర్వజాతీ విధానంలోని పద్ధతులనే ఇప్పడుకూడా కొనసాగించడం కాంగ్రెసు ప్రభుత్వానికి పెద్ద కళంకం. కాబట్టి ఇందులో మార్పులు తీసుకు రావలసిన అవసరం చాలా వుంది. ఇప్పుడు జైళ్ళలో పరిస్థితులు ఎలా వున్నాయి? అక్కడ గంజ్లు, నెల్సు, ఏ స్వరూపంలో వున్నాయి? అవి గదుల స్వరూపంలో లేవు. నెట్ల్రాట్ జైలులో మూడువిధాల నెల్సు వున్నాయి. సింగల్ గంజ్, డబుల్ గంజ్, డేంజరుగంజ్ అని మూడు రకాలున్నాయి. డేంజరుగంజ్లో నలుగురయిదు గురిని కూడా పేస్తారు. స్వరూపంలో సింగల్ గంజ్ ఒకటిన్నర గజాల వెడల్పు, రెండున్నరగజాల పొడవు వుంటుంది. మలమూత్రాలు కూడా అక్కడే విడవాలి. డబుల్ గంజ్లో మధ్యగది, ఒక చిన్నగది—నాలుగుగుర గజాల పొడవు, ౨ గజాల వెడల్పు వుంటాయి. పడుకొనేగదుల్లోనే మలమూత్రాలు విసర్జన చేయాలి. గాలి, పెల్లరు వుండదు. ఆ తలుపుకొక రంధ్రం వుంటుంది పూర్వజాతీ విధానంలో మానవులను మానవులుగా గౌరవించుటకు చూడబడి ఈ నెల్సులో బంధించబడేవారు. ఆపద్ధతే ఇప్పుడూ ఈ కాంగ్రెసు హయాంలో కూడా కొనసాగుతోంది. ఇక్కడ మన బాగ్ ఆంలో చూచినట్లయితే జంతువులకు గాలి, పెల్లరు వచ్చే విధంగా పేరు పేరు గదులు న్నాయి. కాని జైళ్ళలోని నెల్సును చూస్తే గాలి, పెల్లరు రాదు, సూర్య రశ్మి తగలదు. మానవులను ఆ విధంగా బంధించి జంతువులకన్నా వారిని హీనంగా చూడటం ఈ ప్రజాస్వామిక ప్రభుత్వానికి పెద్ద కళంకం. కాబట్టి ఆ నెల్సు పద్ధతిని పూర్తిగా రద్దు చేయాలి. వాళ్ళు మానవులుగా బ్రతకాలంటే సూర్యరశ్మి, గాలి, పెల్లరు వుండేవోటు ఏర్పాటు చేయాలి. ఆ ప్రకారం పేరే గదులు కట్టండి. అలా లేకుండా ఈ నెల్సులోనే నెలకొలిచి సంవత్సరాల కొలిచి, ఎవరిని కనపడనీయకుండా, వాళ్ళను బంధిస్తే వాళ్ళు దుర్గుణాలను వీడి బుద్ధిమంతులు ఎలా అవుతారు? అటువంటి నెల్సులో వుంచినందువల్ల దుర్గుణాలు దూరం కావు. కాబట్టి ఈ గంజ్ల పద్ధతి పోవాలి. పేరేగదులుండాలి. తరువాత జైళ్ళలో ఖైదీలకు మూడు విధాలుగా సంకెళ్ళు పేస్తున్నారు. రెండు చేతులకు నిలువు దండాలు, అడ్డ దండాలు, రెండు కాళ్ళకు సంకెళ్ళు పేస్తారు. కదలటానికి వీలుండదు. నిలువుదండాలు చేతులకు పేస్తారు. ఇవి నిజాం కాలంలో వుండేవి ఇప్పుడు తేవని చెబుతారు. కాని ఇప్పుడూ పేస్తున్నారు. ఈ పద్ధతులు ఆనాడు నూటికి నూరు పాళ్ళుంటే ఇప్పుడు నూటికి ౬౦ పాళ్ళ వరకు అవలంబిస్తున్నారు. ఈ హీన పద్ధతులను పూర్తిగా తొలగించాలి. మానవుని నీచంగాను, జంతువువంటే హీనంగానూ చూసే విధానం పోయి, మానవుని మానవునిగా చూసేందుకు వాళ్ళను సత్ప్రవర్తకులుగా చేసేందుకు మనం ప్రయత్నించాలి. నేను కోరేది శిక్షపేనే పద్ధతులలో ప్రధానంగా మార్పు రావాలని కోరుతున్నాను. నిలువుదండాలు, అడ్డదండాలు, సంకెళ్ళు—ఇది మానవునికి వేయవలసిన శిక్ష కాదు. జంతువులకు వేయవలసిన శిక్ష. కాబట్టి ఇటువంటి పద్ధతులను తొలగించవలసిన బాధ్యత

ఘనందరీమీద వున్నది. ఈ బిల్లులో అటువంటి మార్పులేమీ లేవు. పూర్వపు పద్ధతులనే కంటిన్యూ చేస్తున్నారు. ప్రజా ప్రభుత్వమని చెప్పకొనే కాంగ్రెసు ప్రభుత్వంకూడా సెల్సును అలాగే వుంచడం సరైన పద్ధతికాదని నా అభిప్రాయం. ఈ పద్ధతి మార్చాలి. జైల్లులో యిచ్చే డైయిట్ విషయం చూద్దాం. వాళ్ళకు నాలుగు ఛటాకుల బియ్యం, ౮ ఛటాకుల పిండి, యివ్వాలని వుంది. డైయిట్ విషయంలో సైజాంకాలంలో కన్నా యిప్పుడు కొంత మార్పు వచ్చింది. కొన్ని స్వల్ప విషయాలలో యిప్పుడు మార్పులు వచ్చాయి. కాని ఆ పూర్వ డైయిట్ విధానంలోని— మానవులను హింసించే పద్ధతులను దూరం చేయకుండా ఈ ప్రజాస్వామిక పరిపాలనలో కూడా అలాగే వుంచటం న్యాయంకాదు. ప్రధానంగా బేసిక్ విషయంలో మార్పులు చేయకుండా స్వల్ప విషయాలలో మార్పులు చేస్తే సరిపోదు. అయితే ఈ డైయిట్ విషయంలో మాకు తెలుసు. ఖైదీలకి వ్యవధానికి రొట్టెలు చేస్తారు. 300, ౪00 రొట్టెలు, వార్డర్లు, కానిస్టేబిల్స్ ద్వారా బయటకు పెళ్తాయి. ఇవి ఎలా మిగుల్తాయి. ఖైదీలకిచ్చే డైయిట్ నుంచే మిగులుతాయి. రొట్టెని కాల్చడం మంచిగా వుంటే మిగలదు. కాని మెత్త మెత్తగా కాలిస్తే అందులోని పిండి పచ్చిగా వుండే తూకం ఎక్కువ వస్తుంది. పచ్చిగా వుండటంవలన ఖైదీలకిచ్చే తూకం సరిగానే వుంటుంది అవిధంగా మిగల్చబడి కొంతపోవడంవలన ఖైదీలకిచ్చే డైయిట్ పూర్తిగా లభించడంలేదు. ఇప్పుడు డైయిట్ సరిపోదు. ఆ విధంగా మిగల్చడం వలన చాలా అన్యాయం జరుగుతోంది. ఇప్పుటికి ఈ సుద్ధతులు మార్చాలన్నాయి. ఈ ప్రభుత్వం ఏమైనా మార్పు చేయగలిగారో, అలాంటి ఏమీ చేయలేకపోయారు. ఖైదీలకు జబ్బులు వస్తే సరైన ఏర్పాట్లు లేవు. హాస్పిటల్స్ జైల్లులో వున్న జబ్బుచేయగానే తీసుకువెళ్ళకుండా రోపో మాపో చనిపోతాడనగా డాక్టరుదగ్గరకు తీసుకు వెళ్తారు. అక్కడ కూడా పక్రమంగా మందులు యివ్వడంలేదు. పెయిట్, అనగా బరువు తగ్గితే, జైలు మ్యానూయల్లో సరిగా పరిశీలించి మందివ్వాలని వుంది. ఆ విధంగా డాక్టరు యివ్వడు. గిచ్చిపిం పెయిట్. తగ్గుతున్నా సరైన డైయిట్ ఇవ్వడంలేదు. ఇక చికిత్సకు హాస్పిటల్ లోకి తీసుకు వెళ్ళినప్పుడు ఖైదీ జబ్బుగా వున్నాడని చూడకుండా చేతులకు కాళ్ళకు సంకెళ్ళు వేసి నుంచానికి బిగదీస్తారు. ఈ విధంగా రెండు కాళ్ళు, రెండు చేతులు బిగదీస్తే అతని ఆవస్థ ఏ స్థితిలో వుంటుందో మనం అర్థం చేసుకోవాలి. అలాంటి జబ్బు గలవాళ్ళకు, హాస్పిటల్ లో పడవీసిన వాళ్ళకు కూడా సంకెళ్ళపాద తప్పటలేదు. అక్కడ ప్రక్కనే పోలీసు కానిస్టేబుల్స్ వుంటారు. వాళ్ళు అక్కడే వున్నా కాళ్ళు చేతులు మంచానికి బిగించుట ఘోరమైన విషయం, సహించరాని విషయం. అలాంటి పద్ధతి పూర్తిగా మానిపించాలని నా అభిప్రాయం. హాస్పిటల్ డైయిట్ లో ఖైదీలకు పాలు యివ్వాలని వుంటే ఆ ప్రకారం ఇవ్వరు. అదంతా అక్కడ అధికారులు మీద ఆధారపడి వుంటుంది. బర్రెంటాయి. ప్రత్యేకంగా పాలు తీసి ఖైదీలపేర ఖర్చు వ్రాయబడ వుంటుంది. కాని ఎక్కువ బయటికి పోతాయి. అక్కడ పైనుంచి మోల్డ్స్, జైల్, సబ్-జైల్, దఫదారు కానిస్టేబుల్స్, వార్డర్లు, అంతా ఖైదీలమీద పెత్తనం చెల్లాయించేవారే. జైల్ మ్యానూయల్ లో వ్రాసిపెట్టిన ప్రకారం డైయిట్, మందు విషయంలో మాత్రం జరగదు. అలాంటి అవకాశకలు జరగకుండా చేయడం న్యాయం. తరవాత కొరడా దెబ్బలు కొట్టడం గురించి శర నెక్ట్ లో వుంది. సైజాం కాలంలో ఈ టికి టికి కొట్టించగా పోవద్దని అనే ఆయన గనిపించాడు. ఈ పద్ధతి పూర్తిగా సాపిస్తు పద్ధతి. శర నెక్ట్ లో వుంది. బెత్తం డయా మీటర్ ఎంత వుండాలనే విషయం వుంది. రూల్స్ లో 3౨ దెబ్బల వరకు కొట్టవచ్చని వుంది. కొరడా

దెబ్బలు కొట్టారు. ఆ డయామీటర్ ప్రకారం, తావుకాని బెత్తంతో కొట్టారు టిక్కి టిక్కి వుంటుంది. ఈ పద్ధతి నిజాంకాలంనుంచి వస్తోంది. ఈ దెబ్బలు కొట్టడం చాలా ఘోరమైన విషయం. శిక్ష పేయవచ్చును. గదిలోబంధించ వచ్చును. కాని టిక్కి టిక్కి ద్వారా హింసించడం, కారడో దెబ్బలు కొట్టడం సహించరాని విషయం. దీనిని ఉప-మంత్రిగారు బాగా ఆలోచించి ఈ పద్ధతిని పూర్తిగా తీసివేస్తారని ఆశిస్తున్నాను. ఇక ఖైదీలకిచ్చే వస్త్రాలను గురించి చెబుతాను. వాళ్ళకిచ్చే వస్త్రాలు ఎక్కడనుంచి వస్తాయి? ఖైదీలే సేస్తారు. ఖైదీలు ఉదయం ౮ గంటలనుంచి సాయంత్రం ౫ గంటలవరకు పని చేస్తారు. మొత్తం రోజుకు ౯, ౧౦ గంటలు పని చేస్తారు. వీళ్ళకు ఇచ్చేది ఒక నీక్కర, ఒక హాఫ్ షర్టు, ఒక టాపీ ఇస్తారు. ఇవి చిరిగితే ఆరు నెలలైన తరువాత యిస్తారు. ఈ పద్ధతి ఇప్పుడు వుంది. ఒక వేళ యిప్పుడు ఒకటిన్నర ఎక్కువ ఇస్తే యివ్వవచ్చును. అసలు, వాళ్ళకు, సేషనల్ డ్రెస్ యివ్వాలి. రెండు ధోవతులు, నాలుగు చొక్కాలు, రెండు తువాళ్ళు యివ్వాలి. ఇథాంటి పద్ధతి ఎందుకు ప్రవేశ పెట్టకూడదు? ఈ విషయంకూడా మంత్రిగారు ఆలోచించి సంవత్సరానికి సరిపోయే దుస్తు లివ్వాలని ఇందులో చేర్చాలి. రూల్సులో ఒక నీక్కర, ఒక చొక్కా అని వుండ వచ్చును. అందుకనే అవన్నీ ఏమిటో చూద్దామని జైలు మ్యానూయల్ మా ముందు పెట్టమని నిన్న మంత్రి గారిని అడిగాం. అసలు ఖైదీలకు ఆవిధంగా సేషనల్ డ్రెస్ యివ్వాలి. ఇథాంటి పద్ధతి ఎందుకు ప్రవేశ పెట్టకూడదు? తప్పనిసరిగా వాళ్ళకు దుస్తులు సక్రమంగా సంవత్సరానికి సరిపోయేవి ఇవ్వాలి. పక్క బట్టలు చూస్తే ఒక గొంగళి ఒక పట్ట యిస్తారు. వాళ్ళకు కనీసం ఒక చాప, గొంగళి కప్పుకొనేందుకు బ్యాంకెట్ యివ్వాలి. అథాంటివేమీ తేవు. కనీసంగా మానవునికి అవసరమైన పక్కబట్టలు సప్లై చేయాలి. ఆ విషయం ఈ బిల్లులో ఏమీ లేదు. ఇందులో బట్టలని చెప్పారు. రూల్సునిర్వచనం ఎత్తాగైనా చేయవచ్చు. ఇక ముతాఖాత్ విషయమై వుంది. ఇప్పుడు ముతాఖాత్ విషయంలో కాన్సిక్టన్ అయితే నెలకొక్కసారి, అండర్ ట్రయల్సుయితే నెలకు నాలుగుసార్లు యిస్తారు. మేము కోరేది నెలకు నాలుగుసార్లు ప్రతివానికి యివ్వడం చాలా అవసరం. ఈ ముతాఖాత్ విషయంలో వున్న పద్ధతి ఇప్పుడు ఒక గౌరవనీయుడు చెప్పాడు. అక్కడ ఒక జాలీ, ఇనవలెర్ వుంటుంది. ఈ పద్ధతి వెనకటినుంచి వస్తోంది. ఈ జాలీ వెనక నున్న మనిషి సరిగా కనపడడు. అక్కడ పోలీసులుంటారు. వార్డుంటాడు అతని ముఖంకూడా సరిగా కనబడనీయకుండా చేస్తున్నారు. దానివల్ల ప్రభుత్వానికి ఏమిటి లాభం? నాలుగు మిమిటాల్ నా సంతోషంగా మాట్లాడే అవకాశం కల్పించడంలేదు. ఆ జాలీ తీసివేయాలి. దానిని తీసివేసినందువలన వచ్చే నష్టం ఏమీ లేదు. అతని బంధువులు కలుసుకొని మాట్లాడ దలుస్తే వారికి జీతాల్లా పోలీసు సూపరీంటెండెంటు అనుమతి లేక హోం మినిస్టర్ గారి అనుమతి కావాలి. ఇది సైజాం కాలంలో లేదు. అప్పుడు స్నేహితులు, బంధువులు పెళ్ళి చూసుకోవచ్చును. ఇప్పటి పద్ధతి చాలా కఠినంగా వుంది. ఒకరిని కలవాలని మేం నాలుగు రోజులు కూర్చోన్నా అనుమతి యివ్వలేదు. ఖైదీతో మాట్లాడినంత మాత్రాన ప్రభుత్వానికి ఏమిటి నష్టం? అతని బంధువులకు, స్నేహితులకు ఇంటర్వ్యూ సదుపాయం కలిగించడం చాలా స్వల్పమైన విషయం. ఈ మాత్రం సదుపాయంకూడా చేయలేకపోవడం ప్రభుత్వం బడేనామీ కావడం తప్ప మరేమీ కాదు. కాబట్టి ఇంటర్వ్యూ యిచ్చే విషయంలో బాగా ఆలోచించాలని కోరుతున్నాను. తరువాత ఖైదీలచేత పని చేయిస్తారు. జైలులో వుండేవారి దేహస్థితి ఏమిటి?

ఒక కొట్లో బంధించి వుంచుతారు. అక్కడ ఇచ్చే ఆహారం తిని రోజుకు ₹, ౧౦ గంటలు ఎలా పని చేయ గలుగుతారు? వారు పని చేసేటప్పుడు ప్రక్కనే పోలీసులుంటారు. ఒక నిమిషంకూడా మెసల నివ్వరు. పోయిన వెషన్ లోపల యం. ఎఫ్. ఏస్. అంతా పోయి చూశాం. వాళ్ళను ఒక్క నిమిషంకూడా మాట్లాడనివ్వరు. ₹ గంటలు పని చేయిస్తారు. తిండి సరిగా వుండదు. అందుచేత పనిచేసే శక్తి తక్కువ వుంటుంది. తిండి తక్కువ, పని ఎక్కువ అయినప్పటికీ తొమ్మిదీ గంటలు పని చేయాలి. అందు వలన జబ్బులు దావడం జరుగుతోంది. పోనీ పని చేసినందుకు ఫలితంగా ప్రభుత్వం ఏమైనా యిస్తుందా? అదేమీ లేదు.

కాబట్టి ఆ ఖైదీల న్యాయమైన హక్కులనుగనుక చూసినట్లయితే, వారు రోజుకు ₹ గంటలు పని చేయాలని అనటంలో అర్థం లేదు. జైలు బయట వుండే మానిప్రూడ్ రోజుకు ౮ గంటల మాత్రమే పనికాలం ఉండాలని కోరుతున్నాడు. అందుచేత ఖైదీలపై ౮ గంటలు మాత్రమే పని చేయించాలని కోరుతున్నాను.

ఖైదీలను పనులు చేయించుకొని, సరియైన జీతముగాని, సరియైన కూలీగాని ఇవ్వటం జరగడం లేదు. కొన్ని వేల రూపాయలు, కొన్ని లక్షల రూపాయలు ప్రభుత్వము ఈ ఖైదీలచేత పని చేయించుకొని సంపాదిస్తున్నది. ప్రభుత్వము తప్పని సరిగా, ఆ ఖైదీలకు సరియైన కూలీ, రోజుకు ౮ అణాలు ₹ అణాలు అయినా ఇవ్వాలి. ఈ విధంగా వారికి కూలీ ఇస్తే, వారికి నమలు చేయటానికి ఉత్సాహం కలుగుతుంది. పని చేస్తే ఎక్కువ కూలీ ఇస్తారుగదా అని, వారు ఎక్కువ ఉత్సాహముతో పని చేస్తారు. అందుచేత వారికి సరైన కూలీ ఇవ్వాలి. ఇది పోలీసుల న్యాయమైన కోరిక కాబట్టి దీనిని తప్పక ప్రభుత్వము అంగీకరించాలని కోరుతున్నాను.

తరువాత, పెరోలు విషయమూస్తే, ఇది ఎవరైతే హత్యచేసి, శిక్షలు పొంది జైళ్ళకు వస్తారో ఆ ఖైదీలకు వర్తించటం లేదు. వారికి పెరోలు అనేది లేదు. దానిని వారికి కల్పించాలి సంవత్సరానికి పదిరోజులు, ౧౨ రోజులు తమ చుట్టూలను చూడటానికి ఆ ఖైదీలకు అవకాశం ఇవ్వాలి. ఈ విధంగా హత్యలుచేసి, శిక్షలుపొందే ఖైదీలుగూడ పోలీసులను చూసేందుకు అనుమతించే పద్ధతిని ప్రభుత్వం అంగీకరించాలి. దీనివల్ల ప్రభుత్వానికి ఏవిధమైన నష్టము కలుగదు. పైగా దానివల్ల ఒక క్రొత్త పద్ధతిని ప్రవేశపెట్టినట్లు అవుతుంది. అందుకు అవకాశం కూడ ఈ బిల్లులో తీసుకు రావాలని కోరుతున్నాను.

ఇంకో విషయమేమంటే పైజ్జానికంగా ఖైదీలను అభివృద్ధి చేయాలి. వారిని బుద్ధి మంతులను చేసి బయటకు వంపాలని మనకు వున్నది. అది మంచిదే. వారికి విద్య నేర్పిస్తున్నాము. పైజ్జాం ప్రభుత్వ కాలంలోలేదీ, యానాడు వారికోసం పాఠశాలలు నిర్మించాము. మంచిదే. అంతేగాక, వారినిపైజ్జానికంగా కూడ అభివృద్ధి చేసి, వారి చేదు గుణములను దూరం చేసి, మంచి గుణములను అలవాటుచేసి, వారు కల్చరల్ గా అభివృద్ధి అయ్యే పద్ధతులలో జైళ్ళ సంస్కరణలు ప్రవేశ పెడితే బాగుంటుంది. దానిని గురించి యీ బిల్లులో ఏ సెక్షన్ లోనూ లేదు. కాబట్టి ఈ బిల్లులోని ఏదో ఒక సెక్షన్ లో దీనిని గురించి ఇమద్దదానికి ప్రయత్నించాలని కోరుతున్నాను. లేదా దీనిని గురించి ఒక ప్రత్యేక సెక్షన్ తీసుకు వస్తే బాగుంటుందని కోరుతున్నాను.

شری مادھوراؤ نرلیکر (ہنگولی - محفوظ) :- - مسٹر اسپیکر سر - آج ایوان کے سامنے جو پرنسپل بل ہے اسکو میں نے غور سے پڑھنے کی بعد یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا اس بل کے ذریعہ قیدیوں کو یا قید خانوں میں اس وقت جو انتظامات ہیں اس میں کچھ سہولتیں دی جا رہی ہیں یا نہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بل کے لانے کے باوجود بھی پہلے سے جو انتظامات جیلوں میں ہیں وہی حسب حال قائم رہینگے جمہوری حکومت آنے کے بعد یہ توقع کی جاتی ہے کہ ہر جگہ خواہ وہ کوئی جگہ ہو قیدیوں ہی کے لئے کیوں نہ ہو فلاح و بہبود کے کام کئے جائیں گے اور موجودہ مشکلات کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی - سب سے پہلے ایسے مقامات کی اصلاح ہونی چاہئے جہاں جرائم کرنے کے بعد لوگ جاتے ہیں اور جیسا کہ آنریبل منسٹر صاحب نے ہاؤز میں کہا تھا کہ اب نظام صاحب کی حکومت کے زمانہ کی جیلیں نہیں ہیں - انکو جیل خانہ نہیں بلکہ سدھار گھر کہنا چاہئے - ممکن ہے کہ ہاؤز کے بہت سارے ممبرس نظام صاحب کے زمانہ میں جیلوں میں رہے ہونگے اور اس کا انہیں تجربہ ہوگا - لیکن جمہوری حکومت آنے کے بعد مرہٹواؤ شیدولڈ کاسٹ فیڈریشن کے زمین ستیہ گرہ کے سلسلہ میں مجھے جیل میں رہنے کا موقع ملا اور تقریباً ۶ مہینے کے ان بہرے میں نے وہاں کے حالات کا جو مطالعہ کیا ہے اس بناء پر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بل جیل خانوں کے موجودہ انتظامات میں کوئی فرق لانے والا نہیں ہے - اس کے برخلاف اس بل کے ذریعہ جو اختیارات جیل

آفیسر (مہنم اور جبار) کو دئے گئے ہیں وہ اس سے کان فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ پہلے تو کوئی پرنسپل جیل میں داخل ہوتے ہی اس کی تلاشی لی جاتی ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ آیا وہ شخص کوئی جرم کر کے جیل میں داخل ہو رہا ہے یا وہ سیاسی قیدی ہے ۔ یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی کہ وہ کیا جرم کر کے وہاں آیا ہے ۔ شریف لوگ جو عوامی بھلائی کا کام کرنے کی وجہ سے وہاں بھیجے جاتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوتا ہے اور ان کے کپڑے اتارے جاتے ہیں ۔

دوسری چیز یہ ہے کہ عہدہ داروں کو دفعہ ۴۶ اور ۴۷ کے تحت سزائیں دینے کا اختیار دیا گیا ہے ۔ اس سے انہیں نہ صرف سزائیں دینے کا بلکہ وہاں کے قیدیوں کو ستانے کے لئے بھی موقع مل گیا ہے۔ جو قیدی بیمار ہوتے ہیں اور ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتے ایسے قیدیوں کے بارے میں بل میں ذکر کیا گیا ہے کہ نئے قیدی جیل میں داخل ہوں تو طبی آفیسر آکر ان کا معائنہ کریگا اور وہ ٹھیک طور پر جو کام کر سکتے ہیں وہی کام انہیں دیا جائے گا۔ لیکن جو لوگ جیل گئے ہیں انہیں اس کا علم ہے کہ اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا ۔ دو تین مہینے کی سزا ختم ہونے کے بعد اگر ڈاکٹر آجائے تو معائنہ ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا ۔

[SHRI. B. D. DESHMUKH (CHAIRMAN) IN THE CHAIR]

اس میں شک نہیں کہ مجھے پڑھنی جیل کے علاوہ سنٹرل جیل اورنگ آباد میں بھی رہنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ سنٹرل جیل میں ایسے انتظامات ہیں کہ وہاں جاتے ہی قیدی کا معائنہ کیا جاتا ہے ۔ قیدی جو کام کر سکتا ہے یا جو کام جانتا ہے اوسکی بجائے اوسکو دوسرا کام دیا جاتا ہے ۔ مثلاً ایک قیدی کپڑا بننا جانتا ہے کوئی شطرنجی بننا جانتا ہے اور کوئی بید کی کرسیاں بننا جانتا ہے یا سلائی کا کام جانتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں یہ کام جانتا ہوں مجھے یہ کام دیا جائے لیکن وہاں کے افسر اوس سے وہ کام نہیں لیتے بلکہ دوسرا کام لیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ہمارے پاس سینئر قیدی ہیں اون کو یہ کام دیا جائیگا اور تم سے آؤٹ ڈور (Out door) قیدیوں کے ساتھ مٹی کھودنے یا مٹی اٹھانے کا کام لیا جائے گا ۔ ابھی آنریبل منسٹر نے کہا کہ جو قیدی ہیں انکو امن پسند قیدی بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ دنیاوی زندگی اچھی طرح بسر کرنے کے قابل ہو سکیں اس لئے انہیں ایسے کام کی ٹریننگ دیتے ہیں جن سے انکو فائدہ پہنچے ۔ لیکن ہمارا تجربہ ہے کہ قیدی کے منشاء کے موافق کام نہیں دیا جاتا اس لئے وہ پریشان رہتے ہیں ۔ اور جب باہر نکلتے ہیں تو وہ کسی کام کے بھی نہیں رہتے ۔ اس قسم کا ان بھو بہت سے لوگوں کے بارے میں ہم کو ہوا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ عہدہ داروں کو جو اختیارات دئے گئے ہیں اسکی بجائے ویزٹرز بورڈ (Visitors board) کو اختیارات دینا چاہئے ۔ اور قیدی جس کام کے لائق ہو اوسکو وہی کام دینا چاہئے ۔ ایک اور چیز یہ ہے کہ قیدی سے وہاں کے افسر جس قسم کا برتاؤ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ انکو ایک ہسٹری ٹکٹ (History ticket) دیا جاتا ہے جس پر قیدیوں کی کارگزاری لکھی جاتی ہے ۔ ہسٹری ٹکٹ لکھنا ضروری ہوتا ہے ۔ اوسکے لحاظ سے مہینے کے آخر میں معافی ملتی ہے ۔ ایسے قیدی جن سے افسروں کے گھروں پر کام لیا جاتا

ہے۔ جن سے برتن دھلائے جاتے ہیں۔ جو بچوں کو بہلاتے ہیں اون کے تعلق سے معافی کا عمل ہونا ہے لیکن اس میں کوئی ایسا سکشن نہیں رکھا گیا کہ اس طرح پرائیوٹ کام لیں تو ایسے افسروں کو کیا کیا جائیگا۔

شری. شےبیراوا ماہدیراوا واہمارے (نیلنگا):—کيا ايسے کام لے سکتے ہيں، کيا ايسا کوآی سیکشن رکھا گیا ہے؟

شری مادھو راؤ نرلیکر :- اس طرح کا کام لیتے ہیں۔ اگر کوئی افسر اس طرح کا کام لے تو اس کو کیا سزا دی جانی چاہئے اس میں کوئی تجویز نہیں ہے۔ مختلف قوانین ہیں لیکن پھر بھی کام لیتے ہیں۔ اور جو قیدی کام کرتے ہیں اون کی ہسٹری ٹکٹ پر معافی کا عمل کیا جاتا ہے نو گھنٹے کام کے بتائے گئے ہیں لیکن صبح کے چھ بجے سے شام کے چھ بجے تک کام لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو باڈی (جو کھانا ان کو دیا جاتا ہے اوسکو باڈی کہا جاتا ہے) ان کو دی جاتی ہے وہ بھی ان کے کام کے مقام پر بھیج دی جاتی ہے اور ان کو کھانے کے لئے تک نہیں چھوڑا جاتا۔ دس گیارہ گھنٹے کام لیتے ہیں اس کے باوجود جب معافی کا سوال آتا ہے تو اون کو معافی نہیں دی جاتی بلکہ اون لوگوں کو معافی دینا ہے جو گھر پر کام کرتے ہیں۔

دوسری چیز یہ کہ جن لوگوں کو قتل وغیرہ کے جرم میں دس بیس سال کی سزا ہوئی ہے اون کو حکومت کی جانب سے پیرول (Parole) پر چھوڑنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن ایسے قیدیوں سے ملنے پر معلوم ہوا کہ دو سال کے بعد ۱۵ دن کی رخصت دی جاتی ہے۔ قیدیوں کی یہ خواہش ہے کہ انہیں سال میں ایک مرتبہ ۱۵ دن کی چھٹی ملنی چاہئے۔ یہ اون کا مطالبہ ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ وہاں جو بورڈ ہوتا ہے اوس کی میٹنگ تین مہینے یا چھ مہینے میں ایک مرتبہ ہوتی ہے ایسے قیدیوں کے بارے میں جن کو دس سال یا بیس سال سے زائد سزا ہوتی ہے تین سال کے بعد وچار کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کا کہنا ہے کہ تین تین سال تک بورڈ میں نام آتا رہا لیکن ان کو رہا نہیں کیا گیا۔ ان کے بعد جن لوگوں کے نام پیش ہوئے انہیں رہا کر دیا گیا لیکن ان کی نویت نہیں آئی۔ بلکہ ان کو تین مہینے یا چھ مہینے کی توسیع دی جاتی ہے۔ میرا خیال یہ ہے اس طرح کی توسیع دیدے کر انہیں لالچ میں رکھنے کی بجائے صاف صاف طور پر انہیں بتادیا جائے کہ تمہیں اتنے دن اتنے سال قید میں رہنا ہے۔ اس سے قیدی مطمئن ہو جائے گا اور اس کو انتظار کی زحمت نہ ہوگی۔

ایک اور چیز مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ قید خانوں میں بھی چھوت چھات برقی جاتی ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ ہمارے چند بھائی جو کسی نہ کسی جرم کے مرتکب ہو کر وہاں آئے ان کو اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ صفائی مثلاً پاخانہ صاف کرنے جھاڑو دینے کا کام کریں اگر وہ نہ کریں تو کہا جاتا ہے کہ تمہارے لئے یہ کام مختص کیا گیا ہے۔ میں نے مہتمم صاحب سے کہا کہ قانوناً یہی کام کرنے پر آپ مجبور نہیں کر سکتے اس کے باوجود اون سے وہی کام لیا جاتا رہا۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ وہاں جو کھانا پکتا ہے وہ برہمنوں کے لئے علیحدہ پکتا ہے سکھوں کے لئے علیحدہ پکتا ہے اور دوسری قوم والوں کے لئے علیحدہ پکتا ہے۔ جو لوگ وہاں مجرم کی حیثیت سے آتے ہیں یا کسی پبلک انٹرسٹ (Public Interest) کی خاطر آتے ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ سب لوگوں کے لئے ایک ہی باورچی خانہ میں کھانا پکنا چاہئے۔ وہاں بھی چھوٹ چھات برقی جاتی ہے یہ مناسب طریقہ نہیں ہے۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ جو بیاک ورڈ کلاسس ہوتے ہیں اون سے سخت قسم کی مشقت لیجاتی ہے مثلاً پتھر اٹھواتے ہیں۔ مٹی کھدواتے ہیں اور اسی قسم کے کام لئے جاتے ہیں اور قیدیوں میں سے جسکو وارڈن بنایا جاتا ہے اس کا بھی بیاک ورڈ کلاسس کوکم موقع دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ کارخانوں میں کام کا موقع دیا جاتا ہے اور نہ مشینوں وغیرہ کا کام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ صفائی جھاڑو وغیرہ اسی قسم کے کام لئے جاتے ہیں۔ میری یہ التجا ہے کہ کام مساوی طور پر لینا چاہئے اور قیدی کے منشا کے مطابق اسکو کام دینا چاہئے۔

غذا کے تعلق سے میں عرض کرونگا کہ وہاں صبح جو غذا دیجاتی ہے وہ آٹے کی ابل ہے جسکو گنجی کہا جاتا ہے۔ گنجی کے بجائے روٹی دیجایا کرے تو مناسب ہوگا۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چائے کے مانند گرم پانی میں تیار کیجاتی ہے جسکی وجہ سے پیٹ میں آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ اسطرح گرم پانی کی گنجی دینے کی بجائے سرد پانی سے روٹی بنا کر دیں تو مناسب ہوگا۔ میں خود وہ کھانا کھایا ہوں باوجود اسکے کہ میں ایک ایم۔ ایل۔ اے تھا مجھے کوئی خاص غذا نہیں دی گئی۔ میں نے اس جانب توجہ بھی دلائی۔ جب آئربیل ممبر فرام پربھنی جیل میں معائنہ کے لئے تشریف لائے تھے تو وہ میری کوٹھری میں بھی آئے تھے میں نے اون سے کہا کہ اگر مجھے اے کلاس یا بی کلاس نہیں دیا جاتا تو خیر کم از کم تھنڈے پانی کی روٹی تو دیں لیکن مجھے وہ بھی نہیں دی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چھ مہینے میں میری صحت پر بہت برا اثر پڑا۔ گرم پانی کی روٹی سے ایک قسم کی آگ پیٹ میں محسوس ہوتی ہے۔ اوسکو تھنڈا کرنے کے لئے چھانچ دیجاتی ہے لیکن اوس سے آگ نہیں بجھ سکتی۔

ایک اور چیز یہ ہے کہ جیل خانوں میں جو سیاسی لوگ جاتے ہیں اون کے لئے کوئی الگ پربندہ نہیں کیا گیا۔ وہاں اونکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا ہے جسطرح دوسرے قیدیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ہماری ستیہ گرہ کے سلسلہ میں (۱۸) سو لوگ جیل گئے۔ گورنمنٹ سے مطالبہ کرنے کے باوجود اون کو اونکے حقوق نہیں دئے گئے بلکہ عام قیدیوں سے جسطرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے ویسا ہی برتاؤ کیا گیا۔ یہ چیز اس لوک شاہی اور جمہوریت کے زمانہ میں نہیں ہونی چاہئے۔ میں آخر میں یہ عرض کرونگا کہ اس قانون کو زیادہ جمہوری اصولوں پر بنایا جائے۔ اور جو ترمیمات آئیں گی اگر وہ اچھی ہوں تو منظور کر لی جائیں۔ اسوقت ڈسٹرکٹ کے جیلوں کی حالت بہت خراب ہے۔ پربھنی کی جیل تو ایک دوزخ ہے۔ وہاں گاجر کے پتے کی بھاجی دیجاتی ہے۔ وہاں کے

قیدیوں کو جو بھتہ اور غلہ یعنی دال وغیرہ ملتی وہ وہاں کے مہتمم یا جیلر کے مکان کو جلی جاتی ہے۔ ان چیزوں کو اب ختم کرنا چاہئے اتنا عرض کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्री शेषराव माधवराव वाघमारे:— अध्यक्ष महोदय, जिस बिल पर दो वक्ताओं ने प्रकाश डाला है। पहला भाषण तेलगु में हुआ, जिसलिये उसका पूरा मतलब मैं नहीं समझ सका। उसकी थोड़ी सी चीजें मेरे एक भाजीने बयान कीं। लेकिन दूसरे भाषण में जो बातें कही गयीं उसके बारे में मैं कुछ चीजें हाजिर के सामने रखना चाहता हूं। एक आनरेबल मॅम्बर ने जिस कानून को सामने रखते हुये ऐसी चीजें कहीं कि जिससे यह मालूम हो रहा था कि जो कानून आ रहा है वह अन्होंने से मुतालुक होनेवाला है और कभी फिर से आनरेबल मॅम्बर को जेल में जाने की बारी आये तो जिसका बार अन्होंने पर होनेवाला है। ऐसा ही समझकर वे तकरीर कर रहे थे। जैसे अन्होंने कहा कि गरम पानी की रोटी वहां बनायी जाती है और वह मेरी तबियत को भाती नहीं, जिसलिये ठंडे पानी की बनायी जाय। आनरेबल मॅम्बर को मालूम होना चाहिये कि जो असूल बनाये जाते हैं वह आम पब्लिक का ख्याल रखकर बनाये जाते हैं। किसी खास शस्स के लिये कोई असूल किसी कानून में दर्ज नहीं होता। कोई शस्स अपनी सेहत के लिहाज से सुबह पानी और नींबू लेता है। वह खास चीज एक आम कानून में किस तरह से दर्ज हो सकती है? उसके दर्ज न होने से क्या कानून अधूरा समझा जायगा? नहीं। जिसलिये मैं आनरेबल मॅम्बर से कहूंगा कि अगर आपकी तबियत के लिये गरम पानी की रोटी नहीं भाती तो कानून में एक शस्स के लिये अन्तेजाम नहीं किया जा सकता। लेकिन असल बात को भी देखें तो मालूम होगा कि आम तौर पर रोटी जिस तरह से अच्छी बनती है। देवियां जिसको अच्छी तरह से जानती हैं। हर घर का तजख्बा है कि ठंडे पानी से रोटी अच्छी नहीं बनती बल्कि गरम पानी से रोटी अच्छी बनती है। शायद आनरेबल मॅम्बर भी जिस बात को अच्छी तरह से जानते होंगे, लेकिन यह मालूम होने पर भी मुमकिन है कि आनरेबल मॅम्बर जिस कानून की तरफ अपनी सेहत की दृष्टि से देखते हों। लेकिन मैं उनसे कहना चाहता हूं कि यह कानून आपके लिये ही सिर्फ नहीं बनाया गया है। मैं आनरेबल मॅम्बर से यह भी प्रार्थना करूंगा कि वे फिर किसी कानून के तहत गिरफ्तार किये जाने की नौबत न लायें। आम तौर पर कानून का मनशा क्या है और आज के लोकशाही के जमाने में क्वानीन किस तरीके से बनते हैं, जिसकी तरफ आनरेबल मॅम्बर नजर डालें। हम आज किस दौर से गुजर रहे हैं जिसको पहले समझें। एक जमाना था जिस वक्त कोई शस्स चोरी करता था तो उसके हाथ काट दिये जाते थे। कोई कत्ल या खून करता था तो उसकी कैसी कड़ी सजा दी जाती थी जिसका पता हमें भारतवर्ष के इतिहास से मिलता है। जिसका कत्ल होता था उसीकी खोपड़ी में कातिल को हर रोज पानी पीने के लिये मजबूर किया जाता था और उसको गांव के बाहर रहना पड़ता था, वह गांव के अंदर नहीं जा सकता था। उस जमाने में अितनी सख्त सजा क्यों दी जाती थी? फर्ज कीजिये कि जिस आदमी ने चार खून किये हैं उसको अगर आप जेल में पंखे के नीचे बिठायें और पलंग पर सुलायें तो उसका असर क्या होगा? जिस शस्स ने एक आदमी का खून किया है, जिसने एक औरत को उसके पती को मार कर बेवा बनाया है, जिसने बच्चों से उनके पिता को छीनकर लावारिस बना

दिया है और जिस तरह से एक परिवार को बरबाद किया है उसे शस्त्र के साथ किस तरह का बर्ताव किया जाना चाहिये, यह एक बड़ा सवाल है। जिन चीजों का लिहाज करके उस जमाने में अतनी सख्त सजायें दी जाती थीं और इसी लिहाज से उन्होंने कानून मुदब्बिन किये थे। इसका असर भी उस जमाने में काफी होता था और कोअी आदमी आम तौर पर हिम्मत नहीं करता था कि अल्ल अल्लान कहीं पर कतल करे या चोरी करे। लेकिन वह जमाना गया। वह चीजें अब हम बोल भी नहीं सकते। जमहूरियत का दौरा आया है। लोकशाही में ऐसी सजाओं बहुत सख्त समझी जाती हैं। आनरेबल मेंबर अभी लोकशाही के जमाने में ही जेल में जा कर आये। उन्होंने कहा कि जेल के अंदर जाते ही पूरे कपड़े अतार लिये जाते हैं। पिछले जमाने में भी जहां तक मेरा अनुभव है पूरे कपड़े नहीं अतारे जाते थे, लेकिन जेल में जाते ही जो तलाशी ली जाती है उसका मतलब क्या होता है उसको भी समझना चाहिये। वह तलाशी इसलिये ली जाती है कि जो शस्त्र जेल में जाता है वह ऐसी कोअी चीज अपने साथ न ले जायें मसलन् कोअी हथियार या चाकू वगैरा जिससे वह अंदर जाकर ऐसी कोअी हरकत करे जो खिलाफे कानून हो। लेकिन आनरेबल मेंबर ने जो कहा कि मुझे पूरा नंगा कर दिया गया था इसमें मुझे मुबालगा मालूम होता है।

مسٹر چیمرن :- بہتر ہے کہ آپ اپنا تجربہ بیان کریں۔

श्री शेषराव माधवराव वाघमारे :—मैं यह कहना चाहता था कि जिस कानून में यह नहीं लिखा गया है कि जेल में जानवाले को पूरा नंगा कर दिया जायेगा। इसलिये किसी खास व्यक्ति से या आफिसर से कोअी खास फेल होता है तो उसके लिये कानून तबदील करने की जरूरत नहीं है। और न किसी एक शस्त्र की खास आदत के लिये कानून में तबदीली करने की जरूरत है। वास्तव में उस शस्त्र की आदतों को सुधारने की जरूरत है। इसलिये मैं अर्ज करूंगा कि जिस वक्त जो सजा मुर्करर की गयी है उसका मतलब यह है कि उस शस्त्र की हालत को, उसकी नीयत को सुधारें और हम देखें कि वह जेल से छूटने के बाद फिर गुनाह करने की तरफ रागिब न हो। जिस लोकशाही दौर के पहले मुझे भी सत्याग्रह के सिलसिले में जेल में जाने का अनुभव है। मैं भी गंजी में छः महीने तर रह चुका हूं। उस वक्त की एक घटना मुझे याद आती है कि एक लडका मेरे हाथ के नीचे पानी लाने के लिये दिया गया था। मैंने उस लडके से दरयापत किया कि वह जेल में क्यों आया है। उसने बताया कि चोरी के जुर्म में वह पकडा गया था। चार मर्तबा वह जेल भुगत चुका था। फिर मैंने पूछा कि अब जेल से छूटने के बाद तू क्या करेगा? उसने बताया कि जिस वक्त तो मैं गलती से पकडा गया। चोरी करने के बाद माल लेकर मैं एक जगह बैठा, वहीं मुझे नींद आयी और इसलिये पुलिस ने मुझे पकड लिया। अब मैं कभी चोरी करने की कभी नींद नहीं लूंगा और ऐसी कोशिश करूंगा कि फिर कभी पकडा न जा सकूँ। मैं यह अतिरिक्त कह रहा हूँ कि आज जो सजा दी जाती है उससे मालूम होता है कि कोअी सुधार चोरों की मनीवृत्ति में नहीं हो रहा है। चोर फिर चोरी की तरफ रागिब हो रहे हैं। इसका मतलब यह है कि बाहर की बजाय अन्हें जेल में ही आराम मालूम होता है, मजा अडाने को मिलता है, बाहर रहें तो मजदूरी करनी पडती है और दिन भर मेहनत करके पसीना टपकाना पडता है और अतना करने पर जियादा से जियादा डेड रुपया मजदूरी मिलती है। जेल में आने के बाद थोडा सा अिधर अुधर कर लया तो पेट भर रोटी खाने को मिलती है, कपडा मिलता है, और रहने के लिये एकाने मिलती है।

और मजदूरी ढूँढने की फिकर भी नहीं रहती। जो सुझाव आनरेबल मॅम्बर ने पेश किये हैं वे जो मुजमीन जेरे तहकीकात होते हैं उनके बारे में होते तो बात दूसरी थी। लेकिन जिन्होंने खून किये हैं, डाके डाले हैं और दूसरों की जिंदगी बरबाद कर दी है और जिनको सजा हुई अैसे लोगों के बारे में हम यह कहें कि उनको सब तरह की सहूलतें देनी चाहियें, पेट्रोल पर छोड़ना चाहिये वगैरा तो इसका बाहर के लोगों पर भी क्या असर होगा, इसको भी देखना चाहिये। आज चोरी करने वाले को आम तौर से छः महीने की सजा होती है हालांकि ज्यादा से ज्यादा तीन साल की सजा हो सकती है। मेरा तजरूबा है कि छः महीने की सजा जिनको होती है वे जेल से छूटने के बाद फौरन चोरी करते हैं। मेरे अलाके में मदनसुरी नाम के गांव में अेक सेटचा नामी शख्स है जिसको चोरी करने की आदत थी। जेल से छूटते ही वह फिर चोरी करता था। जहां कहीं चोरी की वारदात हुई तो पुलिस को पता चल जाता है कि सेटचा जेल से रिहा हो गया है इसीलिये यह वारदात हुई। जब उसके घर की तलाशी ली जाती है तो माल उसी के घर में मिलता है और दूसरे ही दिन वह फिर से जेल में आता है। अैसे लोगों को पेट्रोल पर छोड़ने की बात कही जाती है। मैं समझता हूं कि हमें चोर, डाकू और खूनी के साथ हमदर्दी नहीं होनी चाहिये। जेल को भी उनके लिये ससुराल नहीं है कि बाहर रहकर वह समाज को तकलीफ दें और जेल में जाकर आराम की जिंदगी बसर करें। आपको अैसे सुझाव करने चाहिये जिनसे गुनाह करनेवाले लोगों का सुधार हो सके। अैसे सुझाव आप देंगे तो गवर्नमेंट उन पर जरूर गौर करेगी। लेकिन अैसे सुझाव जिनसे उनकी आदत में कोसी तबदीली नहीं होगी, चोर चोरी करते रहेंगे, डाकू और कातिल डाके और कतल करते रहेंगे तो उससे क्या होनेवाला है? आप इसको भी जरा सोचिये कि अैसे लोगों को सहूलतें दी जायें, पेट्रोल पर छोड़ दिया जाय तो लोगों पर क्या असर होता है? गांव के लोग कितने परेशान हो जाते हैं, औरतें समझती हैं कि इसने मेरे पति को मारा, बच्चे समझते हैं कि इसने हमारे पिता को मारा और हमारा परिवार बरबाद कर दिया अैसा वह शख्स फिर हमारी छाती पर सवार हो कर गांव में आया है, और मजा करता है। आप तो अैसे डाकू और कातिलों के साथ हमदर्दी कर रहे हैं जिन्होंने लोगों के घर लूटे हैं, खून किये हैं और परिवार बरबाद कर दिये हैं। आप अैसे लोगों की आदतें सुधारने के बारे में सुझाव करेंगे तो गवर्नमेंट उन पर जरूर गौर करेगी। इसलिये मैं यह कहूंगा कि शख्सी चीजों पर हमें गौर नहीं करना चाहिये। लेकिन साथ साथ मैं गवर्नमेंट से यह अपील करूंगा कि इसमें जो ताजियाना की सजा रखी गयी है वह आज के लोकशाही के जमाने में आम तौर पर ठीक नहीं समझी जाती। इसके निस्वत मुझे यह कहना है कि इसको इस कानून से हजफ किया जाय और उनके सुधार के लिये जिस तरह की सहूलतें मुजमीन को देना मुनासिब है वह जरूर दी जायें ताकि वे सुधर जायें और जेल से निकलने के बाद अच्छे नागरिक बनकर अपनी जिंदगी बसर कर सकें। दूसरी चीज मैं यह कहना चाहता हूं कि दफा ४६ के जिमन ८ में जो है कि:

(Separate Confinement) ”یا اوس کو سپریٹ کنفائنمنٹ میں رکھا جاسکے گا جس کی مدت تین ماہ سے متجاوز نہ ہوگی۔“

अिस तरह से जो तीन माह की मुह्त रखी गयी है वह ज्यादा है। मैं समझता हूं कि तीन महीने के बजाय दो महीने बना दिया जाय तो मुनासिब होगा। अपोजीशन के मॅम्बर अिस कानून को

पूरी तरह पढते तो उन्हें मालूम हो जाता कि इस तरह की हरकतें जो लोग करते हैं उनको किस तरह की सहुलतें आज के लोकशाही के जमाने में दी गयी हैं। हाल ही में मैं जेल देखने के लिये गया था। वहां पर खेल-कूद के लिये अन्तर्जाम किया गया है, शिक्षा प्रसार के लिये आदमी मुकदर किये गये हैं, वहां पर पाठशालायें हैं, ऐसी बहुत सी सहुलतें गवर्नमेंट ने दी हैं। आखिर में मैं यह अर्ज करूंगा कि मैंने जो सुझाव दिये हैं उनपर गवर्नमेंट गौर करे और हाजूस से मैं दरखास्त करूंगा कि इस बिल को पास किया जाय।

श्रीमती आशाताजी वाघमारे (वैजापुर) :—अध्यक्ष महोदय, हिंगोली के माननीय सदस्य का भाषण सुनने के बाद कुछ कहने की मुझे भी प्रेरणा हुयी है। मुझे इसलिये भी कुछ कहने की आवश्यकता मालूम हुयी कि औरंगाबाद जेल पर पिछले दो साल से मैं अक गैरसरकारी अफसर हूँ, और हर महीने मैं उस जेल में जाकर निरीक्षण करने की सहुलत मुझे मिलती है। मुझे यह कहना है कि जो नुक्ताचीनी की गयी है कि जेल में ऐसा होता है और वैसा होता है, तो १९४७ में मैं भी जेल में रही हूँ। शायद माननीय सदस्य तो अभी पहली बार सन १९५३-५४ में जेल में जाकर आये हैं और उन्होंने अितना सुधारा हुआ जेल देखा इसलिये उनको मालूम हो रहा है कि कोबी सुधार नहीं हुआ। अगर पांच छः साल पेश्तर वे जेल में जाते तो शायद आज का पूरा दिन भी उनको तकरीर करने के लिये बस नहीं होता। पुराने जमाने के जेल से आज के जेल में सौ गुना ही क्या बल्कि हजार गुना अच्छे सुधार किये गये हैं। मैं स्वयं कांग्रेस पार्टी की अक सदस्या होने के नाते तारीफ करने के लिये खडी नहीं हुयी हूँ। लेकिन जो बातें सही हैं उनको छिपाकर अगर कोबी मनमानी नुक्ताचीनी करे तो यहां जो लोग बैठे हैं वे उसको चुपचाप नहीं सुन सकते। मैं कहूंगी कि आज जेल के अंदर हर शख्स के लिये जितनी सहुलतें देना जरूरी हैं, उतनी दी गयी हैं। पहले जेल में जानेवाले लोगों में से जिनको पान तंबाखू खाने की या सिगरेट-बीडी पीने की आदत होती थी उनको बहुत तकलीफ होती थी, लेकिन अब कानून में यह सुधार किया गया है कि अपने जाती सरफ से कोबी सिगरेट-बीडी पीना चाहता है या पान तंबाकू खाना चाहता है तो वह खा सकता है। रोटी के सिलसिले में जिकर करते हुये उन्होंने कहा कि कैदियों को गंजी पिलायी जाती है। वास्तव में उसको गंजी नहीं बल्कि कांजी कहा जाता है। गंजी का मतलब होता है अलग कोठरी में कैदी को बंद कर के रखना। सच पूछा जाय तो कांजी अक अच्छी चीज होती है। जहां तक मेरा संजहना है वर्धा के आश्रम में भी सुबह के वक्त आश्रमवासियों को कांजी दी जाती है। वर्धा का आश्रम कोबी जेलखाना तो नहीं है। मैं जब वर्धा आश्रम में गयी थी तब मैंने देखा है हर सुबह नास्ते के लिये कांजी दी जाती है और वह कांजी सिहत के लिये बहुत अच्छी थी गोया वहां देखकर ही जेलों में भी इसे शुरू किया गया। यह कोबी खराब चीज नहीं है। सिहत के लिये वह बहुत ही अच्छी चीज है।

दूसरे खाने के बारे में कहा गया है। मैं जेल की विजिटर (visitor) होने के नाते मैं जेल में जाती हूँ। मैंने देखा है कि, वहां पर जो दाना मिलता है वह काफी अच्छा होता है। जब कभी मैं जेल देखने के लिये जाती हूँ तो पहले से अित्तला आदि देकर नहीं जाया करती हूँ। क्योंकि शायद अित्तला देकर जाने से असली हाकात मालूम न हो सकें।

लेकिन जब भी मैं ऐसे अचानक वहां गयी मैंने देखा की वहां का जो भी अितजाम किया जाता है वह ठीक रहता है। साधारणतः हमारे मध्यम वर्गका जो भोजन रहता हैवही वहां भी दिया जाता है। पानी में रोटी की गयी तो रोटी कच्ची रहने का कोभी डर नहीं होता है। अगर रोटीसेंकने में कच्ची रही तो भी सेहत को नुकसान नहीं पहुंचाती है। जेल में खाने के बारे में और दूसरे बारे में देखभाल करने के लिये डॉक्टर भी रहते हैं। वे भी हर वक्त खाकर देखा करते हैं। बिमारों को दूध छाछ घि आदी भी दिया जाता है। रेशन भी जो दिया जाता है वह भी काफी अच्छा रहता है। हर रोज एक बार गेहूं की रोटी दी जाती है और त्योहारके दिन मिठायी भी बनायी जाती है। सब लोगों का खाना एक ही जगह बनता है और सब लोग एक ही जगह खाते हैं। सिर्फ जो अप्पा लिगायत रहते हैं उनके लिये वे अलग खाना बना लेते हैं। अलबत्ता औरतों के लिये भी खाना अलग ही जगह बनता है, और अन्हें अलग ही दिया जाता है। उनके पंच है, कँटिन हैं, रेडियो हैं, खेलने का ग्राउंड है, यह सब रहते हुअे भी टीका की जाती है। फटके और टिकटी की यह सजायें बंद हैं। मैं बता सकती हूं कि आज वह पुराने जमाने के जेल नहीं रहे हैं। अब जेलों में काफी सुधार हुवा है। अितना कहकर मैं अपना भाषण समाप्त करती हूं।

శ్రీ కె. వెంకయ్య (మధిర) :—మిస్టర్ స్పీకర్ సర్,

ప్రిజన్లు బిల్లును ఇక్కడకు తీసుకువచ్చిన తరువాత నేను అనుకొన్నది ఏమంటే, ఇక్కడ పున్న చెరసాలలు....

శ్రీ. శ్రీనివాసరావ అఖిలీకర:—ఆన్రెబల్ మేంబర్ हिंदी या अंग्रेजी में बोलें तो मुनासिब होगा। मैं उसे समझ सकूंगा। यदि हिंदी या अंग्रेजी बिलकुल ही न आती हो तो फिर बात अलग है।

مسٹر چیرمن :— آنریبل ممبر محبور ہیں اس لئے میں نے اجازت دی ہے۔

శ్రీ కె. వెంకయ్య : ‘కాబట్టి చెరసాలలో ఉన్నట్టియొక్క ఇబ్బందులను తొలగించటానికి ప్రత్యేకంగా ఈ బిల్లును తీసుకు వచ్చారు, దీని మూలంగా చెరసాలలోని ఇబ్బందులు తొలగించబడు తాయి’ అని ఆశించాను, కాని ఈ బిల్లు తీసి చూసిన తరువాత దీనిని గురించి ఆశ వడవలసిన అవసరం కనుపించ లేదు. కారణం ఏమంటే, నేను ఈ బిల్లు ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉన్నటువంటి...

I cannot speak in Urdu and cannot express my ideas clearly in English.

.....అయితే ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉన్నటువంటి శాసనానికి సరిపోయినటువంటి శాసనాన్ని తీసుకు వస్తున్నానుని ఏదైతే అంటున్నారో, అది సవ్యమైనది కాదని చెబుతున్నాను. నన్ను ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉండే జైళ్ళలోనూ ఉంచారు. ఆ రాష్ట్రాలలోని జైళ్ళలో ఉన్నటువంటి అవకాశాలు ఏమిటో, ఈ రాష్ట్రంలోని జైళ్ళలో అవకాశాలు ఏమిటో చదివి చూచాను కాబట్టి, ఇతర రాష్ట్రాలలో ఉన్న జైళ్ళలో వుండే సౌకర్యాలను ఇక్కడ పెట్టలేదని చెబుతున్నాను. అసలు చెరసాలలు ఎందుకు ఏర్పడ్డాయి? ముఖ్యంగా,—తప్పచేసిన మానవుని చెరసాలలోపెట్టి బాగుచేయాలనే ఉద్దేశ్యంతో, యీ చెరసాలలు సంకల్పించ బడ్డాయి. పూర్వం ఈ చెరసాలలు అనేకమైన నిర్బంధాల కఠిన శిక్షలు విధింప బడుతుండేవి. ఆ కాలంలో ఉండే ఆ మాదిరి ప్రభుత్వాలు ఆ విధంగా చేశాయి అని చెప్పకొన్నా తప్పలేదు. మన ప్రభుత్వము, ప్రజా ప్రభుత్వము వచ్చిన తరువాత కూడ

అలాంటి శిక్షలు గాని, అలాంటి నిర్బంధాలు గాని, ఏమైనా తగ్గించగలిగారా అంటే ఎంత మాత్రం కనుపించడంలేదు. దీనికి కారణం, ఇక్కడ వున్నటువంటి మన నాయకులు, యీనాడు ప్రభుత్వంలో వున్న కాంగ్రెసువారు ఎవరైతే వున్నారో, వారిలో ఎక్కువమంది యీ జైళ్ళలో వుండలేదేమోనని అనుకుంటాను. కారణం ఏమంటే, యీనాడు ఇతర రాష్ట్రాలలోని జైళ్ళు సంస్కరించబడ్డాయంటే, అలాంటి బ్రిటిష్ ప్రభుత్వంలో అక్కడ వున్నటువంటి ప్రజానీకంలో ఎక్కువమంది కాంగ్రెసులో ఉండి చాలా కాలంగా పోరాటము సల్పి జైళ్ళలో అనేక సంవత్సరాలు గడిపారు. ముఖ్యంగా మన సేత ప్రధాని నెహ్రూతో సహా చాలాకాలం జైళ్ళలో వున్నారు. ఆ జైళ్ళలోని కష్టాలు చూసి, సహించలేక, చాలా పోరాటములు సల్పి, వారు అక్కడ తమ హక్కులను సాధించగలిగారు. అందుచేత ఈనాడు ఆ జైళ్ళలో వున్న ఖైదీలకేమీ, ఇతర శిక్షలు పొందినవారికేమీ చాలా సౌకర్యాలు కల్పించబడ్డాయని అనుకుంటాను కారణం ఏమంటే నన్ను మొట్టమొదటి సారిగా తీసుకువెళ్ళి మదరాసు రాష్ట్రంలోని రాజమండ్రి, కడలూర్ జైళ్ళలో ఉంచారు. అక్కడ డెటెన్యూలకు ఇచ్చిన సౌకర్యాలు ఇక్కడ పైదరాబాదు రాష్ట్రంలో డెటెన్యూలకు ఇచ్చే సౌకర్యాల చూస్తే హస్తమశాంతరం తేడావుంది.

శ్రీ. శేఖరావ మాధవరావ బాగమారే:—క्या “सौरिया” शब्द पार्लमेंटरी है ?

శ్రీ. కె. వెంకయ్య : అక్కడ ఉన్న సౌకర్యాలు ఏమీ ఇక్కడ కనుపించకపోయే సరికి, ఇక్కడ వున్న మిత్రులను మాతోపాటు జైళ్ళలో ఉండేవారిని ప్రశ్నించి తోసుకున్నాము. అప్పుడు కొంతమంది కాంగ్రెసు మిత్రులు కూడా మాతోపాటు జైళ్ళలో ఉన్నారు. అక్కడ వున్న కాంగ్రెసు నాయకులు జైళ్ళలో వుండి పోరాటములు సల్పిన ఫలితంగా అక్కడ సౌకర్యాలు ఇచ్చారు వారితోపాటు ఇతర ఖైదీలకు కూడా సౌకర్యాలు కలిగించారు. మామూలుగా శిక్షలు అంటే క్రిమినల్ శిక్షలు పొందినవారికి కూడా ఇతర సౌకర్యాలు ఇవ్వబడ్డాయి. కాని ఇక్కడ జైళ్ళలో నాయకులు ఉండటంకాని, సౌకర్యాలు కోసం పోరాటాలు చేయటంకాని జరగలేదు. ఒకరు ఇద్దరు, రామానందతీర్థలాంటి వ్యక్తులు వుంటే, వారికి మాత్రం ఎ క్లాసు, బి క్లాసు అని ఇచ్చి కళ్ళు నీళ్ళు తుడిచి వదలిపెట్టారు. ఇతర రాష్ట్రాలలో విధంగా మన నాయకులు కష్టాలు అనుభవించినట్లయితే ఆ కష్టాలను దృష్టిలో పెట్టుకొని, యీ జైళ్ళను ఇంకా సంస్కరించడానికి పూనుకొనేవారేమోనని భావిస్తున్నాను. ఈ జైళ్ళలో ఉన్న విధానం ఏమంటే, జైళ్ళలో పెట్టిన మనిషిని మనిషిగా చూడకూడదు; ఇతనిని ఎంత కఠినంగా శిక్షిస్తే అంత బాగు పడుతాడు, ఇట్లాచేస్తే ఇకముందు అటువంటి సేరము చేయడు ;—అని తలంచి యీవిధంగా కఠినంగా శిక్షిస్తారు. ఇదే చాలా పొరపాటు అని అనుకుంటాను. కాని, జైలు అధికారులు ఆ విధానం పొరపాటుని తెలిసే చేస్తారో, తెలియక చేస్తారో అర్థం కాదు. తప్పులు చేయటం మానవసహజం. పరైనా తప్పుచేస్తే వారిని తదనుగుణంగా శిక్షవేసి జైలుకు పంపటం అనేది, వాళ్ళు జైళ్ళలో వుండి బాగుపడాలనే ఉద్దేశముతోనే. వాళ్ళను జైళ్ళలో వుంచి బాగుచేయాలి అంటే జైళ్ళలో వుండి అధికారులు ఎవరైతే వున్నారో, వారంతా యీ ఖైదీలను బాగు చేయవలసిన సదుద్దేశంతో కలిగినవారా, కాదా, అని అలోచించాలి. ఖైదీలను బాగుచేయగలిగిన సమర్థుడైన వారేనీ యీ జైలు అధికారులుగా పెట్టి తదనుగుణంగా జైళ్ళను సంస్కరించి, చట్టము చేసినట్లయితే చట్టంతో వున్నంతలాగా ఖైదీలు బాగుపడే అవకాశాలు వుంటాయి. వారు ఏ సేరం

చేస్తారో, ఆ సేరం గురించి, ఆ జైల్లో ఉండే అధికారులు, ఇతాంటి సేరాలు చేయకూడదనే విధంగా అతనికి సంబంధించిన పాతాలు సేర్పి, వారిని బాగుచేసి, వారిలో హృదయ పరివర్తన కలిగించే పద్ధతి చేస్తే చాలామంది బాగుపడుతారు. వారు జైలునుంచి బయటికి వచ్చిన తరువాత తిరిగి సేరాలు చేయటానికి ప్రయత్నించరు. కానీ, జైల్లో, మానవుడి మానవుడి మాదిరి కాకుండా, పశువుకంటే హీనంగా చూస్తూ, కఠినమైన శిక్షలు పేస్తూ, జంతువులు కుక్కలు కూడా తినటానికి పనికిరాని ఆహారము ఇస్తూంటే, వారు జైల్లో బాగుపడటంకాని వారికి మంచి గుణములు ఏర్పడటంకాని, వారికి హృదయ పరివర్తనము కలగటంగాని ఎప్పుడూ జరుగదు. ఫైదీలకు విధించే శిక్షలు అలా ఉండగా, అండర్ ట్రయల్స్ కును, శిక్షలు పడిన ఫైదీలకును ఏమీ వ్యత్యాసం చూపటంలేదు. ఇంకా రాజకీయ ఫైదీలు ఉన్నారు. రాజకీయ ఫైదీలకుగాని డిటెన్యూలకు కాని ప్రత్యేక సౌకర్యాలు చూపించబడాలనేటది ఏదీ, యీ బిల్లులో చూపించ బడలేదు. సి క్లాసు ఫైదీలకు ఏదైనా సౌకర్యాలు ఇచ్చారో అవే డిటెన్యూలకు ఇవ్వబడ్డాయి. రాజకీయ ఫైదీలను, డిటెన్యూలను కూడా సి క్లాసు ఫైదీలలోపాటు ఆతి హీనంగా చూస్తున్నారన్న మాట. సి క్లాసు ఫైదీలను అట్లా చూడటమే తప్ప అనుకూలం అంతకంటే హీనంగా వారిని చూడటం జరిగింది. పేరాదేమింది ప్రజలను నిర్దోషులను పాపం అని, పుణ్యం అని లేకుండా వారిని జైల్లో పెట్టి ఫైదీలని చెప్పి, వారిని అమానుషంగా హింసించారంటే, అది ఎంత మాత్రమూ సహించరానిది. డిటెన్యూలుగాని, రాజకీయ ఫైదీలుగాని, సూపరింటెండెంటు వచ్చినపుడు చేతులు కట్టుకొని నిలబడాలి. శిక్షలు పడినవారు చేతులు కట్టుకొని కాళ్ళు ముడుచుకొని, తలవంచుకొని ఒక మూల కూర్చోవాలి. ఇది క్రమ శిక్షణ. ఇది ఎటువంటి క్రమశిక్షణో మాకు అర్థం కావటం లేదు. వారంతా దేశంకోసం పాటుబడుతూ ఎన్నో త్యాగాలు చేసి జైల్లోకు రావటం జరిగింది. వారు కూడా యీ పని చేయాలంటే యీనాటి ప్రపంచంలో ఇది సహించరానిది దీనిని గురించి తగినంత మార్పులు చేస్తే గాని ఏమాత్రమూ ప్రయోజనముండదు. ఇది అంతా, ఒక డిసిప్లీన్ అట! దీనిని సక్రమంగా చేయనివారిని చేయలేదని చెప్పి వాళ్ళను చాపమెదుతారు. వాళ్ళ నీవులను చిదుగగొడతాన్నమాట. ఈ విధంగా ఫైదీలను అనేక కష్టాలు పెడుతారు. దీనిని ప్రభుత్వము చేయస్తుందో లేక అక్కడి జైలు అధికారులే స్వయంగా ఆ అమానుష కృత్యాలను చేయిస్తున్నారో తెలియదు. అక్కడి జైలు అధికారులే స్వయంగా ప్రభుత్వానికి తెలియకుండా ఫైదీలను అమానుషంగా హింసిస్తున్నారంటే, దీనిని గురించి అనేకసార్లు ప్రభుత్వ దృష్టికి తెచ్చినా విచారణ జరగలేదు. కనీసం జైలులో ఉండే మానవుడు తాను బయట ఏ ఆహారమునకు అలవాటు పడ్డాడో, ఆ ఆహారం ఇవ్వకుండా ముడి పచ్చ జొన్నలు రాళ్ళు, గొంగళిబొచ్చు, మొదలైన చెత్తఅంతా పడేయటంవల్లవాటిని తిని బాధపడుతూ కష్టాలకు గురికావలసి వచ్చినది. జైల్లోపల వుండే వాళ్ళు తమ స్వంత ఖర్చుమీద కూడా తమ అవసర వస్తువులను తెచ్చుకోడానికి, ఆ వస్తువులను ఉపయోగించుకోడానికి పర్మిషనుకూడా ఇవ్వటం జరగటంలేదు. ఇదిఅంతా డిటెన్యూలకే. మద్రాసు రాష్ట్రంలోని జైల్లో ఆ మాదిరి కాకుండా డిటెన్యూగా తీసుకొనబడిన తరువాత, వారు ఏ జాతికి చెందనీ, ఏ మతానికి చెందనీ, విచక్షణ ఏమీ లేకుండా వారికి సత్కేకంగా సౌకర్యాలు కల్పించాను. ప్రతి ఆరు మాసాలకు ఒక సారి 30 రూపాయలు ఖరీదు చేసే బట్టలు, ప్రత్యేకంగా తిండి ఖర్చులకు రోజు 3 రూపాయల నిలివెత్తూ పడుకోబోనికి మంచము, దోమతెర కూర్చోటానికి కుర్చీలు, ఇవన్నీ ఏర్పాటు చేశారు. వార్డు

దేశం కోసం, దేశ త్రేమం కోసం పాటుపడేవారని చెప్పి, బ్రిటిష్ ప్రభుత్వమే, వారికా సౌకర్యములు చేసింది. బ్రిటిష్ ప్రభుత్వము చేసిన ఆ ఖానూన్ అయినా ఇక్కడ అమలుచేస్తే బాగుంటుంది. ఇది కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం చేసిన ఖానూన్ కాదు. ఆనాడు బ్రిటిష్ ప్రభుత్వం వారే మానవత్వమును ఆర్థము చేసుకొని, కొంతలో కొంత అయినా, అక్కడ జైల్లో సౌకర్యాలు కల్పించారని చెప్పవలసి ఉన్నది. ఇప్పుడు కాంగ్రెసు ప్రభుత్వమువారు బ్రిటిష్ ప్రభుత్వంవారు కలిగించిన సౌకర్యాల కంటే ఎక్కువ సౌకర్యాలనే ఖైదీలకు కలిగించవలసి యున్నది. కాని అలా జరగటం లేదు. జైలులో ఉండే కాలంలో చదువుకోవడానికి పుస్తకాలు, లైబ్రరీ, వార్తా పత్రికలు, ఈ సౌకర్యాలు ఆడుకోవడానికి అవకాశాలు కల్పించటము, ఇవి ఏర్పాటు చేయాలి. తనకుటుంబాన్ని పోషించు కునే ఒక మానవుడిని డిటెన్యూగా జైలులో పెట్టిన తరువాత, అతని కుటుంబ భారాన్ని ప్రభుత్వం భరిస్తుందా అంటే లేదు. ఆ కుటుంబాన్ని నిర్దాక్షిణ్యంగా వదిలిపెడుతోంది. తన కుటుంబాన్ని పోషించుకోవడానికి డిటెన్యూలకు ప్రభుత్వం అలవెన్సులు ఇవ్వవలసి వున్నది. అటువంటి అలవెన్సులు ప్రభుత్వము ఇచ్చుకోలేకపోతే, వారిని వదిలిపెట్టవలసి వున్నది లేదా, వారిని పెంటనే విచారించి నేరం ఋజువుఅయితే జైలుకు పంపించాలి. వారి విచారణను పెంటనే చేయించడం అవసరం. డిటెన్యూలను యీవిధంగా పంపడానికి బదులు యీ డిటెన్యూ విధానం లేకుండా చేయటం అవసరమని భావిస్తున్నాను.

జైలు అధికారులు తమకు ఉన్నటువంటి ఆజ్ఞలను మీరీ ప్రవర్తిస్తున్నారు. అక్కడ వున్న ఖైదీలను చాలా అగౌరవంగా చూస్తారు. ఖైదీలను అట్లా అగౌరవంగా చూస్తున్నారని కంప్లెంట్ చేసినప్పటికీ శిక్షించకుండా వుంటే, వారు ఇంకా చాలా ఘోరాలు చేయటానికి పెనుకంజపేయరు. జైలు అధికారులు, పోలీసు, ఆ ఖైదీలను అగౌరవ పర్చటం ఏమాత్రం సహించరానిది. పెద్ద అధికారుల సంగతి చెప్పనే అక్కర లేదు. చివరికి పోలీసులు, జైల్లో వుండే వార్డుర్లు, సహితం, జైల్లో వుండే మానవులను ఏవిధంగా సంభోధించాలో గుర్తెరగకుండా ప్రవర్తిస్తున్నారంటే, ఇది ఏమాత్రం సహించరానిదని, ఈ మానవ సమాజం దీనిని సహించదని చెబుతున్నాను. అక్కడవారు ఖైదీలనందరినీ, రాజకీయ ఖైదీలుగాని, డిటెన్యూలుగాని, అందరినీ అసభ్యంగా ఆరే, తురే అనటము, ఇంకా చెప్పరాని బూతులను కూస్తూ వుండటం, పైగా ఖైదీలు జైల్లో వున్నారే, మమ్మల్నేమీ చేయగలరనే వద్దతిలో మాట్లాడుతున్నారు. ఇదంతా ఇక్కడ వుండే నాయకులకు గాని, అధికారులకు గాని తెలియదా అంటే, వారికి తెలుసు. ఈ విషయం వారికి మెమోరాండాలు ద్వారా తెలియ జేసాము. ఇంకా వారు జైల్లోను చూడడానికి వచ్చినప్పుడు చెప్పటం జరిగింది. ఈ బిల్లు ఈ వద్దతిలో గాకుండా ఇంకో వద్దతిగా మార్చవలసి వుంటుంది. “ఈ బిల్లులోటి ఇక్కడ ఏదో బ్రహ్మాండంగా ఒరగబెడుతున్నాం, ఇతర రాష్ట్రాలలోని జైల్లో వీపైలే సౌకర్యాలు ఉన్నాయో, ఆ విధంగా తీసుకురావటానికి ప్రయత్నిస్తున్నాం,” అని ఏదైతే నాగు చెబుతున్నారో, అది అంతా అబద్ధము. మన ప్రక్కనవున్న మద్రాసు, ఆంధ్ర రాష్ట్రాలలో జైల్లోని సౌకర్యాలు అయినా పెంటనే కల్పించాలి. కనుక ఈ బిల్లును తిరిగి మార్చాలి. ఇకనాన్ని తీసుకు రావాలని కోరుతున్నాను. లేదా, మేము తరువాత ధీమాకు వచ్చే వా అంగీకరించి అమలులో పెట్టాలని కోరుతున్నాను.

* شری عبدالرحمن (ملک پیٹھ) :- مسٹر اسپیکر سر - میں سمجھ رہا تھا کہ اس مسودہ قانون کو کچھ اصلاح کے ساتھ ہاؤس کے سامنے پیش کیا گیا ہوگا لیکن جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو مجھے افسوس ہوا - میں اصلاح کی توقع اس لئے کر رہا تھا کہ ہمارے معزز وزراء بھی ایک سے زائد مرتبہ جیل کی ہوا کھا چکے ہیں - وہ اچھی طرح واقف ہوں گے کہ وہاں کیسی تکالیف ہوتی ہیں - ان کے ساتھ کس طرح انسانیت کے خلاف سلوک کیا جاتا ہے - لیکن اس قانون کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ احکام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - اس سلسلے میں ایک آنریبل ممبر شری مادھو راؤ کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے اس جانب کے ایک آنریبل ممبر نے فرمایا کہ ایسا اعتراض کیا جا رہا ہے جیسے یہ قانون وہ اپنے ہی لئے بنا رہے ہیں - میں کہتا ہوں کہ یہ قانون ان کے لئے نہیں بلکہ اس طرح کی تنقید کرنے والوں کے لئے ان کے بھائیوں کے لئے جو ہمارے ملک کے شہری ہیں اور کسی نہ کسی وجہ سے نا سمجھی یا کوئی غیر اصولی حرکت کرنے کی وجہ سے جیل جاتے ہیں - جیل جانے کے بعد وہ ہماری برادری سے کٹ نہیں جاتے - وہ ہماری شہریت سے علیحدہ نہیں ہوتے - جیل جانے کے باوجود بھی وہ ہمارے ساچ ہی میں رہتے ہیں - ہمیں اس نقطہ نظر سے قانون بنانا ہے - خیر مجھے تو جیل جانے کا اتفاق نہیں ہو لیکن مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ جیل میں قیدیوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جاتا ہے - لیکن میرے موکلین جو جیل سے عدالتوں میں آتے ہیں یہ معلوم ہوا کہ انہیں سرکار کی جانب سے غذا اور دوسرے معاملوں میں جو سہولتیں حاصل ہیں ان سے استفادہ کا موقع نہیں دیا جاتا - اس ہاؤس کے ایک آنریبل ممبر شری کے - وی - نارائن ریڈی نے بھونانی اینڈ کمپنی کے حیدرآباد اور سکندرآباد کی جیلوں سے نا جائز طور پر استفادہ کے بارے میں ایک تفصیلی نوٹ میں بتایا ہے کہ یہ لوگ کس طرح جیل کے ٹھیکہ دار بن گئے ہیں - مجھے معلوم ہوا حکومت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ایسی کوئی شکایت نہیں ہے لیکن ان آنریبل ممبر کا یہ ادعا ہے کہ وہ اس رپورٹ کی صداقت کے سلسلے میں ثبوت پیش کرنے آمادہ ہیں - اس رپورٹ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں قیدیوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک ہوتا ہے - انہیں بھا جی کے بجائے پتے اور گھانس کھلا یا جاتا ہے - جو جوار کی روٹی ملتی ہے اس جوار کو کنکر صاف کٹے بغیر پسایا جاتا ہے - اور کچی پکی روٹیاں دی جاتی ہیں - وہ پکی تو رہتی ہی نہیں - کپڑوں کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ایک جوڑا چھ آٹھ مہینے کے لئے انہیں کافی نہیں ہوتا - سال میں تین جوڑے کپڑے انہیں ملتے چاہئیں - محنت اور کام کے قاعدوں کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا انہیں برائے نام معاوضہ دیا جاتا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے متمدن ممالک بالخصوص روس میں جہاں کے بعض مضامین مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا وہاں عدالت خود اپنے فیصلے میں سزا کے ساتھ ساتھ لکھ دیتی ہے کہ اس ملزم کو محنت کا معاوضہ اس حساب سے دیا جائیگا - اس طرح عدالت کے فیصلے میں ہی محنت کے معاوضہ کا تعین کر دیا جاتا ہے - یہاں اگر اتنا نہیں کیا جاسکتا تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ جیل میں وہ جو محنت کرتا ہے اس کا اس کو اتنا معاوضہ ملے کہ وہ جیل سے نکلنے کے

بعد کچھ کرسکیں۔ وہاں سے گندہ ذہنیت لپکر نہ نکلیں۔ اور پھر کسی جرم کا ارتکاب کرنے کی جانب راغب نہ ہوں۔

ورنہ یہ ہوگا کہ وہ خالی ہاتھ نکلیں گے تو آج ایک گھر میں چوری کریں گے کل دوسرے کے گھر میں ڈاکہ ماریں گے اس طرح بہت ممکن ہے کہ وہ منسٹروں کے گھرنک بھی پہنچ جائیں۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جب وہ جیل سے چھوئیں تو ان کے پاس کم از کم اتنا سرمایہ ہونا چاہیئے کہ دوسرے ذرائع فراہم ہونے تک وہ اپنی گزر بسر کرسکیں۔

श्री. शेषराव माधवराव वाघमारे:—क्या आपका यह ख्याल है कि कैदियों को वुलन (Woollen) के कपडे दिये जायें ?

شری عبدالرحمن :— ہاں اگر آپ اولن کے کپڑے زیادہ پسند کرتے ہیں تو وہ دے سکتے ہیں اور اگر کھدر پسند کرتے ہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔ لیکن آپ تو اس نقطہ نظر سے دیکھ رہے ہیں جیسے کہ وہ جانور ہیں۔ جس طرح کسی تہوار میں ایک کپڑا جانور پر ڈالا جاتا ہے اور پھر اس کو اتار لیا جاتا ہے۔ اوسی طرح ان کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ اگر محض اصلاح کردار کی خاطر انہیں حیل بھیجا جاتا ہے تو چاہیئے یہ کہ ان کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے جس سے انکی ذہنیت میں تبدیلی ہو اور جیل سے چھوٹنے کے بعد وہ ایک شریف انسان کی طرح زندگی بسر کرنے کے قابل ہوجائیں۔

اس کے بعد پیروں کے تعلق سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پیروں پر رہائی کا طریقہ چین میں بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چین میں جو چیزیں اچھی ہیں اون کی تقلید میں ہماری حکومت کو پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ چین میں قیدیوں کو ہر سال پیروں پر چھوڑا جاتا ہے۔ پیروں پر چھوڑنے کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب قیدی پیروں پر چھوٹکر اپنے گھر آئیگا تو اس کے عزیز اقارب اور ملنے جلنے والے اس سے پوچھیں گے کہ پیروں کی مدت پوری کرکے وہ پھر کب جیل جائیگا۔ اس سوال سے اس کو احساس ہوگا کہ اس کو پھر جیل جانا ہے اس طرح اس کو اپنی آزادی کے سلب ہونے کا احساس پیدا ہوگا۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس طرح اس کو چند دنوں کے لئے سکون حاصل ہوگا۔ ان دونوں پہلوؤں کے پیش نظر پیروں پر رہائی کا طریقہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ باقاعدگی کے ساتھ ہر سال پیروں پر رہائی کا طریقہ اختیار کیا جانا چاہیئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ابھی ایک آنریبل لیڈی ممبر نے کہا کہ قیدیوں کو سیاسی قیدیوں کو اپنی ضرورت کی چیزیں اپنے پیسوں سے خریدنے کی اجازت دی جاتی ہے اون کے متعلقین یہ رقم داخل کرتے ہیں۔ لیکن ادخال رقم کے لئے کچھ تواریخ مقرر ہوتی ہیں۔ اگر متعلقین مقررہ تاریخوں میں کسی وجہ سے رقم داخل نہ کرسکیں تو ان قیدیوں کو دوسرے مہینے تک اس رقم سے محروم رہنا پڑتا ہے۔ حکومت

کو چاہیے کہ متعین جس وقت بھی پیسے داخل کریں جمع کر لئے جائیں - ناکہ قیدیوں کو اس سے استفادہ کا موقع رہے - کیونکہ سرکاری خزانہ پر تو اس کا کچھ بارعائد نہیں ہوتا بلکہ حکومت ایک درد سری سے محفوظ رہتی ہے -

”گنجی،“ یا، قید تنہائی،، ان کے تعلق سے میں کہوں گا کہ یہ نہ صرف خلاف انسانیت ہے بلکہ افعال حیوانی ہیں - مجھے یہ دیکھ کر سخت ملال ہوتا ہے کہ آج بھی ان طریقوں کو روا رکھا گیا ہے جو غیر انسانی افعال ہیں - اس لئے جیلوں سے اس طریقہ کو جلد ختم کرنا چاہیئے - ہاں جو قیدی شریر النفس ہوں انکی حد تک کمیٹی کی طرف سے جو تجاویز پیش ہوں ان پر عمل کیا جاسکتا ہے - اس قانون میں جیلر اور مہتمم کو زیادہ اختیارات دئے گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ چند پڑھے لکھے لوگ بھی سیاسی قیدی کی حیثیت سے یا جرائم کے مرتکب کی حیثیت سے جیلوں میں آتے ہیں ایسے لوگوں کے تفویض بھی وہ اختیارات کئے جاسکتے ہیں کیونکہ مہتمم وغیرہ ناجائز طور پر اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہیں - اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وزیرس کو بھی مقرر کیا جاتا ہے جو دیکھ بھال کرتے ہیں - مگر میں کہوں گا کہ میرے حلقہ انتخاب میں ایک بہت بڑا جیلخانہ چنچل گورہ سنٹرل جیل ہے - باوجود اس کے کہ میں اس حلقہ کا منتخب کردہ ایم - ایل - اے - ہوں اب تک مجھے اس جیل کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا - عموماً وزیرس کی حیثیت سے کانگریس پارٹی کے لوگوں کو مقرر کیا جاتا ہے - اس میں ایسے لوگ نہیں ہوتے جو غیر جانبداری کے ساتھ حکومت کے سامنے اپنے تجاویز رکھیں - میں عرض کروں گا کہ ایسے لوگوں کو بھی اس میں رکھنا چاہیئے - مگر حکومت کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو مقرر کیا جائے جو عیوب کو ڈھانکیں - لیکن میں کہوں گا کہ یہ کوئی ایسے مسائل نہیں ہیں جن سے حکومت کا تختہ الٹنے کا سوال پیدا ہوتا ہو - وزیرس میں بھی اپنی ہی پارٹی کے لوگوں کو شامل کرنے سے مقصد قوت ہو جاتا ہے

مسٹر چیرمن :- آپ اور کتنا وقت اینگے؟

شری عبدالرحمن :- اب میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ میرے وہ ساتھی جیلوں کے تعلق سے تفصیلی طور پر اظہار خیال کر سکیں گے جو جیل جاچکے ہیں کیونکہ انہیں وہاں کا تجربہ ہے - اور منسٹر صاحبان بھی تفصیلی وضاحت کر سکیں گے - اتنا کہتے ہوئے میں ختم کرتا ہوں -

شری نارائن راؤ (بلوئی) :- مسٹر اسپیکر - اس قانون کے تعلق سے اب تک جو مباحث ہوئے ہیں ان سے اور میں نے سرسری طور پر اس قانون کا جو مطالعہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے جو قانون محاسب سرکار عالی نافذ تھا اس کو منسوخ کر کے اس جمہوری قانون کو نافذ کرنے کے لئے یہ بل لایا گیا ہے - میں کہہ سکتا ہوں کہ قانون محاسب سرکار عالی میں جو سختیاں تھیں وہ اس قانون میں باقی نہیں رہی ہیں - اس قانون میں ہتکڑی لگانے کا جو طریقہ تھا وہ نہایت ہیمانہ اور انسانیت کے خلاف تھا - لیکن اس قانون

میں اس کو باقی نہیں رکھا گیا ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ ہمیں اس قانون کو خوش آمدید کہنا چاہیئے۔ پہلے سزا کی خاطر جیلوں کو بھیجا جاتا تھا لیکن اس قانون کی رو سے یہ تصور قائم کیا جا رہا ہے کہ کسی کو جیل بھیجنا محض اس لئے مقصود ہے کہ اس کی ذہنیت کی اصلاح ہو سکے۔ آج مصلحان قوم کا رجحان یہ ہے کہ جب قیدی محابس میں جائیں تو وہاں انکی ذہنیت کی تربیت ہو تاکہ وہ جیل سے نکلنے کے بعد کسی قسم کا گناہ نہ کرنے کی طرف مائل ہوں۔ آج اس خیال کے تحت محابس میں بھیجا جاتا ہے۔ میں کہوں گا کہ محابس میں آج وہ طریقہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔

ابھی ایک آنریبل ممبر تلگو میں فرما رہے تھے کہ اس وقت نظر بندوں کے لئے بہت سے دفعات تھے۔ مجھے بھی جیل جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں نے جیل میں چودہ مہینے گزارے ہیں۔ میں جس جیل میں تھا وہاں کسی طرح کی تکلیف نہیں تھی۔ سیاسی قیدی ہوں یا دوسرے جرائم کے تحت قید ہوئے ہوں ان کو بھی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ایک آنریبل دوست نے جو ترمیم کی ہے میں بھی اس سے متفق ہوں کہ تازیانہ کی جو سزا ہوتی ہے وہ نہایت بہیمانہ اور خلاف انسانیت ہے اس لئے اس کو رائج نہیں رکھنا چاہیئے۔

بہر حال مجموعی طور پر دیکھا جائے تو میں کہوں گا کہ یہ قانون ایسا نہیں ہے جیسا کہ اپوزیشن کے آنریبل ممبر اس کے متعلق خیال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ قیدیوں کی ذہنیت کو تبدیل کرنے میں یہ قانون ضرور مدد کر دیگا۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्री. भुजंगराव:—अध्यक्ष महोदय, मी या विधेयकावर आपले विचार सभागृहापुढे ठेवत आहे. वास्तविक जेल याचा अर्थ जो शिक्षा झालेला किंवा जेल 'मध्य'.....

مسٹر چیئرمین:—میرا خیال ہے کہ آنریبل ممبر ہندی جانتے ہیں۔

شری بھجنگ راؤ:—اس قانون کا منشاء یہ ہونا چاہیئے کہ جو اشخاص خلاف انسانیت افعال کر کے سزا بھگتتے ہیں پھر ایسی نوبت نہ آئے کہ وہ ویسے ہی افعال کے مرتکب ہو کر سزائے مستوجب قرار پائیں۔ سزا جو کسی مجرم کو دی جاتی ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آئندہ وہ خلاف انسانیت افعال نہ کرے۔ بالفاظ دیگر جیل خانے ایک طرح کے اصلاح خانے ہوتے ہیں۔ اعمال کی اصلاح کے لئے مجرمین وہاں بھیجے جاتے ہیں اس قانون کو دیکھ کر میں اس پوائنٹ پر پہنچا ہوں کہ جیل خانوں میں جو قیدی آتے ہیں وہ برے افعال کر کے ہی نہیں آتے ہیں بلکہ سیاسی قیدی بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض قیدی ایسے ہوتے ہیں جن کو آروپ لگایا جاتا ہے۔ مجرمین کو جو بعض سہولتیں ملتی ہیں وہ اس قانون میں نہیں ہیں یعنی سیاسی قیدیوں کو جو سہولتیں ملنی چاہئیں اس میں نہیں ہیں۔ ساتھ ہی عام مجرمین کے تعلق سے بھی ان کو جرائم سے باز رکھنے کے لئے جو سہولتیں دی جانی چاہئیں وہ اس قانون میں نہیں ہیں۔ قیدیوں کے خیالات کی

اصلاح کے لئے اور ان کو اچھا بنانے کے لئے کوئی پراویژن اس قانون میں نہیں ہے ممکن ہے کہ آئندہ قواعد کے ذریعہ ایسی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ ہمارا منشا بھی یہی ہے کہ کم از کم قواعد میں یہ چیز رکھی جائے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ قید تنہائی اور تازیانہ یہ دونوں قسم کی سزائیں جمہوری حکومت میں رائج رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے یہ دونوں قسم کی سزائیں منسوخ کیجانی چاہئے اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کرونگا کہ مجرمین سے جو نوگھنٹے کام لیا جاتا ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔ کسی صورت میں بھی آٹھ گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جانا چاہئے۔ ملازمین سرکار سے بھی چھ سات گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جاتا ہے اس لئے میں کہوں گا کہ مجرمین سے اس طرح زیادہ کام لینا سختی پر مبنی ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں کہوں گا کہ مجرمین کے ملاقاتی جو اون سے ملنے کے لئے آنا چاہتے ہیں علاوہ مشیران قانونی کے انکو بھی ملنے کی اجازت دیجانی چاہئے۔ بہت سے قیدیوں کو اپنے گھر کی باتیں کاروباری معاملات بتلانا پڑتا ہے جسکی وجہ سے وہ کسی کی موجودگی مناسب نہیں سمجھتے۔ یہ اصول اسمیں رکھنا مناسب ہوگا

تیسری بات یہ ہے کہ قیدیوں کو جو لباس دیا جاتا ہے وہ ناکافی ہے۔ اور صحت کے اصول سے بھی وہ غیر مناسب ہے۔ انہیں وہاں جو کچھ بھی معمولی اجرت ملتی ہے اس سے وہ کپڑے برتن۔ کتابیں خرید سکیں اس کا اصول اس قانون میں ہونا چاہئے۔

باقی امور میں ترمیمات کے وقت پیش کرونگا۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

श्री. रामराव आवरगांवकर (गेवराजी):—अध्यक्ष महोदय, जिस बिल के बारे में मैं अपने कुछ विचार रखना चाहता हूँ। अब तक जिस बिल पर अधर अधर के कुछ माननीय सदस्यों ने चंद चीजें हाबुस के सामने रखीं। तुरंग के संबंध में मुझे यह कहना है कि हमें मानवता की दृष्टि से जिस प्रश्न की तरफ देखना चाहिये। हम में से कोई भी चाहे वह जिस तरफ का हो या उस तरफ का, यह नहीं कहता कि तुरंग बरखास्त कर दो। हम अतना ही कहना चाहते हैं कि मानवता की दृष्टि से हमें ऐसे सुधार करने चाहियें जिनसे जेल से छूटकर आने के बाद वह एक अच्छा नागरिक बन कर कुछ अच्छा काम कर सके और समाज में यह बता सकें कि आज की लोकशाही में जो जेल हैं, वे मानवता के सुधार करने के केंद्र हैं। जैसा कि मंत्री महोदय ने कहा कि हम जेलों को मानव-सुधार के केंद्र बनाना चाहते हैं, हम उनकी राय से सहमत हैं।

श्रीमती आशाजी बाघमारे:—सहूलतें दी गयी हैं, सुधार करना हर अन्सान का फर्ज है। जेल क्या कोई मशीन है?

श्री. रामराव आवरगांवकर:—मेरा यह कहना नहीं है कि सुधार करने का मक्ता किसी एक पार्टी का है। हमें सबसे पहले देखना चाहिये कि आज गुनहगारों की संख्या क्यों बढ़ती है? समाज में गुनाह क्यों होते हैं? मैं कहूंगा कि हमारा आज का जो मन्शाही निजाम है, उसके लिहाज से

देखेंगे तो मालूम होगा कि हमारे देश में बहुत बेरोजगारी है। इसका मतलब यह नहीं कि हम गुनहगारों को सहूलतें दें। हम सहूलतें किसी कदर नहीं देंगे। लेकिन साथ ही साथ हमें ह्यूमन पॉइंट ऑफ व्यू (Human point of view) से भी अनुकी तरफ देखना चाहिये। लेकिन जेल के अंदर जानेवालों में जो सुधार करना चाहिये, वह इसलिये कि समाज का ऐसे लोगों से संरक्षण हो और जनता को सहूलत हो। साथ साथ चोरी, डकैती और गुंडेगिरी करनेवालों को भी दहशत हो कि वे अगर इस तरह से लोगों को सतायेंगे और नुकसान पहुंचायेगे तो उसका नतीजा अच्छा नहीं होगा। इसलिये इस चीज पर ज्यादा जोर दिया जाना चाहिये कि जो लोग जेलसे बाहर आयेंगे वे सनअत यापता होकर एक अच्छे नागरिक की हैसियत में हों बाहर निकलें। इसकी कोशिश हम न करें तो ऐसा होगा कि कल ही वह छूटा और दूसरे दिन फिर उसने कहीं डाका मारा या चोरी की। मैं समझता हूं कि जो चोरी करनेवाले लोग हैं, उनको दो हिस्सों में तकसीम करना चाहिये। आदतन चोरी करनेवाले या गुनाह करनेवाले लोग बहुत कम होते हैं। आज का हमारा जो मआशी बोहरान है उसकी वजह से भी हम देखते हैं कि चंद मासूम गुनहगार भी इसमें फंस जाते हैं। इसका मतलब यह हो जाता है कि बहुत से लोग अपनी परेशानी के खातिर या मजबूरी के खातिर गुनाह करने पर मजबूर हो जाते हैं। इसलिये हमें जेलों को एक सनअती शिक्षा केंद्र बनाना चाहिये जिससे गुनाह करनेवाले लोग अच्छे नागरिक बन सकें। इस कानून में सब से खराब चीज जो मालूम होती है वह यह है कि ताजियाना यानी 'फटके की सजा और टिकटी की सजा।

श्री. शेषराव माधवराव वाघमारे:—हर वक्त यह सजा नहीं दी जानेवाली है।

श्री. रामराव आवरगांवकर:—कानून में यह चीज रखी हुअी है। मैं अपने दिल की बात नहीं कह रहा हूं, और अधुर के मेंबरों न भी यह चीज रखी, मैंने ही रखी है ऐसी चीज नहीं है। इस तरह की सख्त सजा को इस बिल पर जब तरमीमात पेश किये जायेंगे उस वक्त निकाल दिया जाय तो बहुत अच्छा होगा। एक माननीय सदस्य ने कहा कि इसकी दफा ३५ के तहत जिसको सजा दी जायेगी उसको नौ घंटे काम दिया जायेगा। यह काम लोकशाही के किस असूल में आ सकता है यह मैं पूछता हूं? मैं समझता हूं कि काम के घंटों को भी हमें कम करना पड़ेगा। आज जेलों में जितनी गिजा मिलती है वह उतनी नहीं मिलती जितनी कि एक शख्स के लिये जरूरी होती है। इस बात से सभी माननीय सदस्य अस्तेफाक करेंगे ऐसा मेरा ख्याल है। सजा ज्यादा दी जायेगी और काम भी ज्यादा दिया जायेगा तो अनुकी तबीयत पर परिणाम होने का अंदेशा है। इसलिये ९ घंटे काम करने की जो शर्त रखी गयी है उसको अमेंडमेंट के वक्त कम किया जाना चाहिये। दफा ४५ के तहत जो कैदी जेल के अंदर गुनाह करेंगे उनके लिये कुछ सजाओं रखी गयी हैं। इसमें एक बड़ी ताज्जुब की चीज मालूम हुअी कि अगर कोअी बीमारी का झूठा बयान करे तो उसको सजा होगी। इससे कैदियों को सताने के लिये बहुत से अफसर फायदा लेंगे, यह मेरा जाती तजरुबा है। इस चीज का डर बता कर कैदियों से बहुत कुछ काम लिये जा सकते हैं। इसी तरह से कपडे वगैरा का प्राँवीजन कैदियों के लिये रखा गया है। मेरा तजरुबा है कि जेलों के बहुत से अफसर कैदियों के राशन में से पैसा मारते हैं। इसमें और एक प्राँवीजन है कि जो लोग गुनाह करेंगे उनको लिबास न दिया जाकर ताडपत्री बोरिया वगैरा दिया जायेगा। इससे

क्या होगा ? कैदियों ने गुनाह किया है ऐसा कह कर कपड़ा बचाने को कोशिश करेंगे और करपशन बढ़ जायेगा। इस तरह से पैसा बचाने की कोशिश करेंगे। इसलिये यह बहुत बुरी बात है। इसको नहीं रखना चाहिये। इस तरह से उस तरफ के एक माननीय सदस्य ने यह भी कहा कि इस तरफ के मंत्री इसलिये नुकताचीनी करते हैं कि वे चाहते हैं कि अगर उन्हें फिर से जेल में जाने का मौका आये तो ज्यादा से ज्यादा सहुलतें उन्हें मिल सकें। लेकिन ऐसी बात नहीं है। हम जानते हैं कि कोई भी कानून किसी एक मंत्री के लिये या इस पक्ष के लिये या उस पक्ष के लिये नहीं बनाया जाता और न बनाया जाना चाहिये। लेकिन उन्हें यह भी नहीं भूलना चाहिये कि आज जेल में जाने की हम लोगों की बारी होगी तो मुमकिन है कि कल या परसों उस तरफ के भी लोगों की बारी आ सकती है। अगर वह बारी आती तो फिर उन्हें पछताना न पड़े कि जब हम लोग उस तरफ के लोगों के लिये कानून बना रहे थे उसी वक्त अगर तरमीमात लाकर सहुलतें हासिल कर लेते तो अच्छा होता। इस बात का ख्याल रखकर उन्हें जेलों में जानेवालों के लिये जो सहुलतें वे मुहैया कर सकते हैं वह करनी चाहियें। इससे मुझे कुछ ज्यादा कहने की जरूरत नहीं है। अंत में मैं अतना ही कहूंगा कि गुनहगारों को जरूर सजा होनी चाहिये लेकिन वह इस लिहाज से होनी चाहिये कि वे भी इन्सान हैं और हमें उनको सुधारना है। अतना कह कर मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

श्री. माधवराव धोनसीकर (अदगीर-जनरल) :—अध्यक्ष महोदय, इस बिल पर अब तक काफी बहस हुई है, लेकिन कैदियों के बारे में जो सहुलतें दी गयी हैं उनसे कोई ज्यादा फायदा मुल्क का होगा ऐसा मेरा ख्याल नहीं है। अभी अभी हमारे चंद साथियों के साथ चंचलगुडा जेल देखने का मुझे मौका मिला था। वैसे तो १९३८ से लेकर १९४६ तक तीन बार जेल में जाने का सौभाग्य मुझे प्राप्त हुआ है और पिछले जमाने में करीब २७ महीने मैं जेल में रह चुका हूं। उसके बाद अभी अपने साथियों के साथ मैं जेल देखने के लिये गया था। लेकिन जेलखानों में जो सहुलतें मुहैया करने की कोशिश की जा रही है वह कोई मुल्क के लिये मुफीद चीज साबित नहीं होगी। जिन लोगों ने चोरी की है, डाके डाले हैं, खून किये हैं उनको हम सहुलतें दे, पेरोल पर छोड़ें तो उसका नतीजा क्या होगा ? दूसरों के बारे में शायद आप नहीं जान सकेंगे लेकिन अगर खुद आपके बेटे या वालिद को खतम करनेवाला गुनहगार पेरोल पर छूट कर गांव आये या उसको कोई खास सहुलतें दी जायें तो उसको आप खुद बर्दाश्त नहीं करेंगे। कैदखानों में जितनी सहुलतें जरूरी हैं उतनी सहुलतें देनी चाहियें इससे कोई इन्कार नहीं करता। लेकिन जेलखानों में जाकर वहां कोई खलल पैदा करे, लोगों को मिलाकर बगावत करने की कोशिश करे तो उसको कोई हुक्मत बर्दाश्त नहीं कर सकती। इसीलिये तनहाजी जैसी सजाओं आम तौर से जेलों में रखी जाती हैं। इसका मतलब यह नहीं है कि जो अमनपसंद लोग हैं उनको भी कड़ी सजायें दी जानी चाहिये। इस बात को हम भी पसंद नहीं करते। अतना ही नहीं बल्कि कोई भी यह नहीं चाहेगा कि देश के अंदर जेल मौजूद हों, क्योंकि जिस देश में ज्यादा संख्या में जेल होते हैं उस देश में कितनी चोरियां, डकैतियां या खून होते होंगे उनका अंदाजा इससे लगाया जा सकता है। इसको कोई भी पसंद नहीं करेगा और जो गुनाह करते हैं उनके बारे में हम इन्सानियत की दृष्टि से सोच सकते हैं, लेकिन जिस शास्त्र ने इन्सानियत की दृष्टि से दूसरे इन्सानों के साथ जो व्यवहार करना चाहिये था वह नहीं किया उसको बेहद सहुलतें पहुंचाने से क्या फायदा होगा ? यह सही है कि हमें

यह देखना चाहिये कि अुसके साथ नाअिन्साफी न हो, अुसको तालीम दी जाय और अेक अच्छा नागरिक बनाया जाय। अिसकी तरफ हमें कोशिश करनी चाहिये। लेकिन अिसका मतलब यह नहीं कि अुसको जो सहूलतें मिलती हैं अुससे वह बाहर आने के बाद फिर गुनाह करने के लिये प्रवृत्त हो और फिर जेल में जाये। अिसलिये ९ घंटे काम दिये जाने के बारे में जो अेतराज अुठाया जा रहा है वह मुझे गलत मालूम होता है। अुसको सजा के तौर पर काम दिया जाना चाहिये अिसमें कोअी शक नहीं।

*The House then adjourned till Half Past Two of the Clock
on Monday, the 6th September, 1954.*
